عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۵ | ۲۷/ جمادی الثانی تا ۴/ رجب ۱۴۲۷ھ مطابق ۲۴ تا ۳۱/ جولائی ۲۰۰۶ء | شمارہ: ۲۸

قیمت: ۸ روپے

دینی جدّوجہد کرنے والوں سے چند گزارشات

فقہ و فتاویٰ کی اہمیّت

عالم آن لائن یا جاہل آن لائن

سلام کی اہمیّت و آداب

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.knatme-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ

آپ کے مسائل

ایک مسجد کو آباد کرنے کیلئے دوسری مسجد کو شہید کرنا:

س:...... ایک قدیم مسجد جو چاروں طرف سے درختوں' باغات سے ڈھکی ہوئی ہے علاقہ انتہائی گرم' گرمی ناقابل برداشت' حتیٰ کہ مقتدیوں نے کہا کہ ہم گرمی میں نماز پڑھنے نہیں آئیں گے' مسجد کسی طرف سے بڑھائی بھی نہیں جاسکتی' تو کیا سو قدم کے فاصلہ پر نئی مسجد کا بنانا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو ظاہر ہے دونوں مسجدوں میں جماعت نہیں ہوسکتی' تو پھر کیا قدیم مسجد کو منہدم کردیں یا بند کردیں؟

ج:...... ایک مسجد کا دوسری مسجد کے لئے انہدام قصداً جائز نہیں ہے' البتہ دوسری مسجد مذکورہ بالا ضرورت کے تحت بناسکتے ہیں' لیکن اس کو آباد کرنے کے لئے پہلی مسجد کو منہدم نہیں کیا جاسکتا۔

صبح صادق سے طلوع آفتاب تک نفل نماز ممنوع:

س:...... نماز فجر کی دو رکعت سنت ادا کرنے کے بعد اگر جماعت میں کچھ یا زیادہ وقت باقی ہو تو کچھ لوگ مسجد میں نوافل وغیرہ جن کی تعداد مقرر نہیں' صرف وقت پورا ہونے تک ادا کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ کیا فجر کی نماز کی سنت اور فرض کے درمیان دیگر نفل نمازوں کی ادائیگی کا یہ طریقہ صحیح ہے؟

ج:...... صبح صادق کے بعد فجر کی سنتوں کے علاوہ اور نفل پڑھنا ممنوع ہے۔ قضا نماز پڑھ سکتے ہیں' مگر وہ بھی لوگوں کے سامنے نہ پڑھیں۔

نماز اشراق کا وقت کب شروع ہوتا ہے:

س:...... ہماری مسجد میں اکثر اشراق کی نماز کے وقت پر جھگڑا ہوتا ہے' بعض حضرات سورج نکلنے کے پانچ منٹ بعد نماز پڑھ لیتے ہیں' جبکہ بعض اعتراض کرتے ہیں' ان کا کہنا ہے کہ پورا سورج پندرہ منٹ بعد نکلتا ہے' اس لئے پورے پندرہ منٹ بعد نماز کا وقت ہوتا ہے' آپ فرمائیں کہ اشراق کی نماز کا وقت سورج نکلنے کے کتنی دیر بعد شروع ہوتا ہے؟

ج:...... سورج نکلنے کے بعد جب تک دھوپ زرد رہے' نماز مکروہ ہے' اور دھوپ کی زردی کا وقت مختلف موسموں میں کم و بیش ہوسکتا ہے' عام موسموں میں پندرہ' بیس منٹ میں (زردی) ختم ہوتی ہے' اس لئے اتنا وقفہ ضروری ہے۔ جو لوگ پانچ منٹ بعد نماز شروع کردیتے ہیں وہ غلط کرتے ہیں۔ البتہ بعض موسموں میں دس منٹ بعد زردی ختم ہوجاتی ہے۔ پس اصل مدار زردی کے ختم ہونے پر ہے۔

توفیق کی دعا مانگنے کی حقیقت:

س:...... توفیق کی تشریح فرمادیجئے؟ دعاؤں میں اکثر خدا سے دعا کی جاتی ہے کہ فلاں کام کرنے کی توفیق دے' مثال کے طور پر ایک شخص یہ دعا کرتا ہے کہ اللہ مجھے نماز پڑھنے کی توفیق دے' مگر وہ صرف دعا ہی پر اکتفا کرتا ہے اور دوسروں سے یہ کہتا ہے کہ جب مجھے توفیق ہوگی تب میں نماز شروع کروں گا' اس سلسلے میں وضاحت فرمادیجئے تاکہ ہمارے بھائیوں کی آنکھوں پر پڑا ہوا توفیق کا پردہ اتر جائے۔

ج:...... توفیق کے معنی ہیں کسی کار خیر کے اسباب من جانب اللہ مہیا ہوجانا' جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے تندرستی عطا فرما رکھی ہے اور نماز پڑھنے سے کوئی مانع اس کے لئے موجود نہیں' اس کے باوجود وہ نماز نہیں پڑھتا' بلکہ صرف توفیق کی دعا کرتا ہے' وہ درحقیقت سچے دل سے دعا نہیں کرتا' بلکہ نعوذ باللہ دعا کا مذاق اڑاتا ہے' ورنہ اگر وہ واقعی اخلاص سے دعا کرتا تو کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ نماز سے محروم رہتا۔

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادی
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھری
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اختر
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوری
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیات
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود
حضرت مولانا محمد شریف جالندھری
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمن
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد:۲۵ شمارہ:۲۸ ۲۷/جمادی الثانی تا ۴/رجب ۱۴۲۷ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱/جولائی ۲۰۰۶ء

سرپرست

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم
حضرت مولانا سید نفیس الحسینی صاحب دامت برکاتہم

مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمن جالندھری
نائب مدیر اعلیٰ: مولانا محمد اکرم طوفانی
مدیر: مولانا اللہ وسایا

مجلس ادارت

- مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
- مولانا سعید احمد جلالپوری
- علامہ احمد میاں حمادی
- صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
- صاحبزادہ طارق محمود
- مولانا بشیر احمد
- مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
- مولانا قاضی احسان احمد

نیجر: محمد انور رانا
شیر: حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
ک: محمد فیصل عرفان
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

اس شمارے میں

عالم آن لائن یا جاہل آن لائن؟	اداریہ	۴
دینی جدوجہد کرنے والوں سے چند گزارشات	مولانا شاہ محمد ابرارالحق ہردوئی	۶
مرتد کی سزا	مولانا سعید احمد جلال پوری	۹
فقہ و فتاویٰ کی اہمیت	مفتی محمد سلمان منصور پوری	۱۵
”محمد رسول اللہ“ کا قادیانی تصور	مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ	۲۱
سلام کی اہمیت اور اس کے آداب	مولانا ابوجندل قاسمی	۲۴

زر تعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر۔
یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر۔ سعودی عرب، متحدہ عرب امارات،
بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر
زر تعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۷ روپے۔ ششماہی: ۱۷۵ روپے۔ سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت۔ اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور
اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

لندن آفس:
35,Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.k.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۸۳۴۸۶-۴۵۱۴۱۲۲ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road, Multan
Ph: 4583486-4514122 Fax: 4542277

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road.Karachi.
Ph: 2780337 Fax: 2780340

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولانا سعید احمد جلال پوری

’عالم آن لائن‘ یا ’جاہل آن لائن‘

جیوٹی وی چینل کے پروگرام عالم آن لائن کے حوالے سے ”آپ کے مسائل اور ان کا حل“ کے لئے ایک سوال موصول ہوا‘ جس کا جواب قارئین کی دلچسپی کے لئے شائع کیا جارہا ہے۔

سوال:...... جیوٹی وی کے پروگرام عالم آن لائن کی ایک پرانی قسط دیکھنے کا اتفاق ہوا‘ یہ ایک گمراہ کن پروگرام تھا‘ اس پروگرام میں دو عالم آتے ہیں‘ ایک شیعہ اور ایک سنی حنفیہ سے اور کبھی کبھی کوئی اہل حدیث عالم بھی آجاتے ہیں۔ خیر میں بات کررہا تھا اس پروگرام کی‘ اس کا عنوان تھا: کیا عورت میک اپ کرسکتی ہے؟ اس پروگرام کے شرکاء میں ایک شیعہ عالم اور دوسرے سنی عالم شکیل اوج صاحب تھے (جن کا لباس تک غیر اسلامی تھا‘ انہوں نے ٹائی باندھ رکھی تھی) سوال یہ تھا کہ: عورت ناخن پالش لگاکر وضو کرے تو وضو ہوجائے گا یا نہیں؟ شیعہ عالم نے جواب دیا کہ نہیں ہوگا‘ کیونکہ ناخن پالش سے وضو کی جگہ خشک رہتی ہے‘ مگر فقہ حنفیہ سے تعلق رکھنے والے عالم شکیل اوج صاحب نے کہا کہ: ”وضو ہوجائے گا“ جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وضو کی جگہ اگر بال برابر بھی خشک رہ جائے تو وضو نہیں ہوگا‘ مگر شکیل اوج صاحب فقہ حنفیہ سے تعلق رکھنے والی عورتوں کو گمراہ کررہے ہیں کہ ناخن پالش پر وضو ہوجاتا ہے۔

دوسرا سوال پردے کے متعلق تھا‘ شیعہ عالم نے کہا کہ عورت پردے میں اپنا چہرہ ڈھکے گی‘ مگر شکیل اوج صاحب نے کہا کہ: ”عورتوں کو چہرہ کھلا رکھنے کی اجازت ہے‘ چہرہ نہیں ڈھکے گی۔“ جبکہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ: ”عورتیں اپنے چہرے کو ڈھک کے رکھیں۔“ عالم آن لائن ایک اچھا پروگرام ہے‘ مگر اس میں شکیل اوج صاحب جیسے گمراہ کرنے والے عالم کو نہیں بولنا چاہئے۔ ...... سائل: محمد افتخار الدین

جواب:...... عالم آن لائن کے جس پروگرام کا آپ نے حوالہ دیا ہے‘ بلاشبہ اس سے بہت بڑی گمراہی پھیل رہی ہے۔ دراصل یہ پروگرام ”عالم آن لائن“ کے بجائے ”جاہل آن لائن“ کہلانے کا مستحق ہے۔ آپ کی طرح کے مختلف حضرات کی شکایتوں سے یہی اندازہ ہوتا ہے کہ غالباً اس پروگرام کے اجرا کا مقصد ہی مسلمانوں کو دین سے برگشتہ کرنا ہے۔ چنانچہ اس پروگرام میں عموماً ایسے ہی لوگوں کو لایا جاتا ہے جو علم وعمل کی ابجد سے ناواقف ہوتے ہیں‘ جو اپنی لاعلمی کو چھپانے کے لئے‘ جو منہ میں آتا ہے اگل دیتے ہیں‘ یوں وہ خود اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔

آپ نے ناخن پالش سے وضو ہوجانے سے متعلق جناب شکیل اوج صاحب کی جس ”نادر تحقیق“ کی نشاندہی فرمائی ہے‘ کم از کم میرے جیسے طالب علم کے لئے نئی ہے۔ ورنہ قرآن وسنت اور حدیث وفقہ کی روشنی میں ہر وہ چیز جو پانی کو جسم تک پہنچنے میں رکاوٹ بنتی ہو‘ اس کو اتارے بغیر اگر وضو اور غسل کیا جائے‘ تو ظاہر ہے کہ وضو اور غسل نہیں ہوتا۔ یہ فقہ کی کتاب ابتدائی ”نور الایضاح“ اور ”قدوری“ کا مسئلہ ہے۔ اسی طرح تمام اردو فتاویٰ میں بھی یہ مسئلہ وضاحت وصراحت سے مذکور ہے‘ مگر نامعلوم جناب شکیل اوج صاحب نے یہ مسئلہ کس نادرہ روزگار کتاب سے اخذ فرمایا ہے؟ اور انہوں نے اس کی تحقیق کے لئے نامعلوم کتنی جدوجہد فرمائی ہوگی؟

اے کاش کہ جو بات شکیل اوج کو فرمانا چاہئے تھی‘ وہ ایک شیعہ عالم نے کہہ دی اور شکیل اوج صاحب نے ایک نئی اوج نکال کر اپنی علمیت کا ناقوس بجایا۔ فیاللعجب!

۲:...... جہاں تک آپ کے دوسرے مسئلہ یعنی ”چہرہ کے پردہ“ کا معاملہ ہے‘ یہاں بھی شکیل اوج صاحب نے اپنے رفیق مجلس کے کان کترنے کی کوشش فرمائی ہے۔ ورنہ ”المرأة كلها عورة“ کا معنی ہی یہ ہے کہ چہرہ کا پردہ لازم ہے‘ اس لئے کہ باعث کشش اور ذریعہ فتنہ عورت کا چہرہ ہی ہے‘ ورنہ دوسرے بدن پر

تو اس نے لباس پہن ہی رکھا ہوتا ہے' پھر اس لباس کو برقع پہنانے کا کیا معنی؟

قرآن کریم بھی ہمیں اس کی طرف راہ نمائی کرتا ہے کہ عورت کے چہرہ کا پردہ ہے' چنانچہ ارشاد ہے:

"یا ایھاالنبی قل لازواجک وبنتک ونساء المومنین یدنین علیھن من جلابیبھن." (سورۃ احزاب)

ترجمہ:"اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! اپنی ازواج مطہرات' اپنی بہنوں اور مومن عورتوں سے فرما دیجئے کہ اپنے (چہروں) پر پردے لٹکا لیا کریں۔"

اسی طرح یہ حکم بھی چہرے کے پردے کی طرف متوجہ کرتا ہے کہ:

"واذا سألتموھن متاعاً فاسئلوا ھن من وراء حجاب."

(جب ازواج مطہرات سے کچھ پوچھنا ہو تو پردے کے پیچھے سے پوچھا کریں)۔

جب خیرالقرون میں امہات المومنین جیسی پاکیزہ و مقدس ہستیوں کو یہ حکم ہوا تو چندرھویں صدی کے اس شر و فتنہ کے دور اور مادر پدر آزاد ماحول کے آزاد خیال مردوں سے عورت کو چہرہ کے پردہ کا حکم کیوں نہ ہوگا؟ اسی طرح صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قافلہ سے بچھڑ جانے والے قصہ میں ان کا یہ فرمانا کہ: قافلے سے پیچھے آنے والے صحابی کے "اناللہ" پڑھنے پر میں فوراً نیند سے بیدار ہوگئی اور اپنا چہرہ چھپا لیا (صحیح بخاری) کیا اس کی دلیل نہیں کہ عورت کے چہرے کا پردہ فرض ہے؟ مگر کیا کیجئے اس جہالت ولاعلمی کا! کہ اس نے اپنی ذہنی اختراعات اور خواہشات نفس کو دین و شریعت کا لبادہ اوڑھا کر رواج دینے کے لئے سرے سے چہرے کے پردے کا ہی انکار کر دیا۔ اگر چہرہ کا پردہ ضروری نہیں تھا تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کیوں عرض کیا تھا کہ آپ کے ہاں نیک و بد سب ہی آتے ہیں آپ اپنی ازواج مطہرات کو پردہ کا حکم دیں؟ (صحیح بخاری)

بہرحال جناب شکیل اوج صاحب کا مسئلہ ان کے اپنے آسمان علم کی اوج ثریا کا نتیجہ ہے۔ اس کا قرآن و سنت اور دین و شریعت سے کوئی تعلق نہیں۔ اے کاش! کہ یہاں بھی شیعہ عالم ان سے بازی لے گئے' اور وہ (شکیل اوج) خفت مٹانے کے لئے مسلمات دینیہ پر تیشہ چلا کر قرآن و سنت سے متصادم الگ راہ اور پگڈنڈی پر سرپٹ دوڑنے لگے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں عقل و فہم نصیب فرمائے اور قارئین و ناظرین کی ہدایت کا سامان فرمائے' نیز اس کا بھی خیال رکھنا چاہئے کہ ٹی وی آلہ مخرب اخلاق ہے' جو تخریب اخلاق کا درس تو دے سکتا ہے' مگر اس سے اصلاح کی توقع عبث و فضول ہے۔ لہٰذا ٹی وی میں بیان ہونے والے مسائل کو اسی تناظر میں دیکھا جائے۔

ضروری اعلان

ہفت روزہ "ختم نبوت" کے اندرون و بیرون ملک کے تمام قارئین کے نام بقایا جات کی ادائیگی کے سلسلے میں یاددہانی کے خطوط ارسال کئے جا چکے ہیں۔ جن حضرات کے نام بقایا جات واجب الادا ہیں وہ فوراً اپنی رقم بنام ہفت روزہ "ختم نبوت" کراچی بذریعہ منی آرڈر' چیک یا ڈرافٹ ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔ پنجاب کے بعض علاقوں سے یہ شکایات موصول ہو رہی ہیں کہ پوسٹ مین اضافی چارج وصول کرتے ہیں جبکہ ہفت روزہ ختم نبوت رجسٹرڈ رسالہ ہے جسے پاکستان پوسٹ آفس کی جانب سے ڈاک کے رعایتی نرخ یعنی ایک روپے کے ڈاک ٹکٹ کی سہولت حاصل ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ رسالہ پر ایک روپے کا ڈاک ٹکٹ لگے ہونے کی صورت میں کسی قسم کا اضافی چارج ڈاکیہ کو ہرگز نہ دیا جائے۔

نوٹ: خط و کتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کی وضاحت ضرور فرمائیں۔ (ادارہ)

دینی جدوجہد کرنے والوں سے چند گزارشات

حضرت مولانا شاہ محمد ابرارالحق ؒ

میرے محترم بزرگو اور دوستو! اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ: ”تمہارے اوپر جو مصائب اور پریشانیاں آتی ہیں‘ وہ سب تمہارے ہاتھوں کی کمائی ہے“ اور فرماتا ہے: ”ویعف عن کثیر“ چونکہ اللہ تعالیٰ رحیم ہے‘ فرمارہا ہے کہ بہت سے گناہ تو معاف کردیے جاتے ہیں‘ اگر ہر گناہ پر پکڑ ہونے لگے تو معاملہ اور سخت ہوجائے گا۔ ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: ”قوم کی حالت نہیں بدل سکتی جب تک کہ وہ خود بدلنے کی سعی وکوشش نہ کرے۔“

حدیث پاک میں ہے کہ: ”اس امت کی بیماری گناہ ہے‘ اور اس کا علاج توبہ واستغفار ہے۔“

گناہوں کی کثرت کی وجہ سے مصائب کا سلسلہ جاری ہے‘ اس سے خلاصی نہیں ہو پارہی ہے‘ جبکہ امور خیر کا سلسلہ بھی برابر جاری ہے‘ مختلف انداز سے مکاتب‘ مدارس اور خانقاہوں کے ذریعہ کام ہورہا ہے‘ دیگر امور خیر کا سلسلہ بھی جاری ہے اور ماشاء اللہ جماعتی انداز پر بھی کام خوب ہورہا ہے۔

قرآن پاک میں جابجا اللہ تعالیٰ نے معروفات کے ساتھ منکرات کا بھی ذکر کیا ہے‘ جس سے اس کی خاص اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے اور جس طرح معروفات کے لئے ایک خاص جماعت ہونی چاہئے‘ اسی طرح منکرات کی روک تھام کے لئے بھی ایک خاص جماعت ہونی چاہئے‘ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینهون عن المنکر “(اچھی باتوں کا حکم کرو اور بری باتوں سے روکو) اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی نقل کیا گیا ہے کہ: ”کلمہ توحید لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے والے کو ہمیشہ نفع دیتا ہے اور اس سے عذاب وبلا دفع کرتا ہے جب تک اس کے حقوق سے بے پرواہی اور استخفاف نہ کیا جائے‘ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ حقوق سے استخفاف کئے جانے کا کیا مطلب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں کھلم کھلا کی جائیں اور ان کو بند کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔ (الحدیث)

اس کے بعد شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی نوراللہ مرقدہ فرماتے ہیں: ”اب آپ ہی ذرا انصاف سے بتایئے کہ اس وقت اللہ کی نافرمانیوں کی کوئی انتہا‘ کوئی حد ہے؟ اور اس کے روکنے یا بند کرنے‘ کم از کم تقلیل کی کوئی کوشش یا سعی ہے؟ ہرگز نہیں! ایسے خطرناک ماحول میں مسلمانوں کا عالم میں موجود ہونا ہی اللہ تعالیٰ کا حقیقی انعام ہے‘ ورنہ ہم نے اپنی بربادی کے لئے کیا کچھ اسباب پیدا نہیں کرلئے۔“

یہ حدیث حضرت شیخ الحدیث نوراللہ مرقدہ نے آج سے کوئی ۶۷ سال قبل لکھی تھی‘ اس وقت تو اتنے گناہ عام نہیں تھے حتی کہ ریڈیو بھی اتنا عام نہیں تھا اور آج گناہوں کی بھرمار ہے‘ ٹیلی ویژن اور ویڈیو جیسے مہلک گناہ ہورہے ہیں‘ جو کہ اس وقت نہیں تھے۔ اب اس دور میں تو گناہ کا شیوع بڑھتا ہی چلا جارہا ہے‘ تو اس حالت میں منکرات پر روک ٹوک اور زیادہ ضروری ہے۔ کام تو ہورہا ہے‘ مگر جس نوع کا کام ماموارت پر ہورہا ہے‘ اس نوع کا منکرات کے لئے نہیں ہورہا ہے‘ جبکہ یہ بھی فرض کفایہ ہے اور ماموارت سے زیادہ ضروری ہے۔ فضائل تبلیغ میں حضرت شیخ نوراللہ مرقدہ نے ایک اور حدیث نقل کی ہے:

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ: اللہ کا کوئی عذاب اگر زمین والوں پر نازل ہوا اور وہاں کچھ دین دار لوگ ہوں تو ان کو بھی نقصان پہنچتا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا میں تو سب کو اثر پہنچتا ہے‘ مگر آخرت میں وہ لوگ گناہگاروں سے علیحدہ ہوجائیں گے۔“ (الحدیث)

حضرت شیخ الحدیث نوراللہ مرقدہ فرماتے ہیں کہ: ”اس لئے جو حضرات اپنی دین داری پر مطمئن ہوکر بیٹھے ہیں‘ اس سے بے فکر نہ رہیں کہ خدانخواستہ اگر منکرات کے اس شیوع پر کوئی بلا نازل ہوگئی تو ان کو بھی اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔“

حضرت شیخ الحدیث نوراللہ مرقدہ نے ایک اور حدیث بھی نقل کی ہے:

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ دولت کدہ پر تشریف لائے تو میں نے ان کے چہرے پر ایک خاص اثر محسوس کیا کہ کوئی اہم بات پیش آئی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سے کلام نہیں فرمایا اور وضو فرمایا اور وضو فرما کر مسجد تشریف لے گئے' میں حجرہ کی دیوار سے لگ کر کھڑی ہوگئی کہ کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے اور حمد وثنا کے بعد ارشاد فرمایا: "لوگو! امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو مبادا وہ وقت آجائے کہ تم دعا مانگو اور قبول نہ ہو اور تم سوال کرو اور سوال پورا نہ کیا جائے' تم اپنے دشمنوں کے خلاف مجھ سے مدد چاہو اور میں تمہاری مدد نہ کروں۔ یہ کلمات طیبات ارشاد فرمائے اور منبر سے نیچے تشریف لے آئے۔"

ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ:

"کوئی آدمی کسی قوم میں ہو اور ان میں گناہ کرتا ہو اور وہ لوگ روکنے کی قدرت رکھتے ہوں اور نہ روکیں' مگر اللہ تعالیٰ ان پر مرنے سے قبل عذاب پہنچا دیں گے۔"

ابوداؤد شریف میں یہ روایت موجود ہے' اس حدیث کو سننے کے بعد سوچئے کہ ہمارا حال اس کے خلاف ہے یا موافق؟ فکر کی ضرورت ہے۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ ایک مشہور صحابی ہیں' وہ فرماتے ہیں کہ: امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرتے رہو ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر ظالم بادشاہ مسلط کردے گا' جو تمہارے بڑوں کی تعظیم نہ کرے اور تمہارے چھوٹوں پر شفقت نہ کرے' اس وقت تمہارے نیک لوگ دعا کریں گے تو قبول نہ ہوگی' تم مدد چاہو گے تو مدد نہ ہوگی' مغفرت مانگو گے تو مغفرت نہ ہوگی۔

درمنثور میں بروایت ترمذی وغیرہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا گیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھا کر یہ ارشاد فرمایا کہ:

"تم لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر عذاب مسلط کردے گا' پھر تم دعا مانگو گے تو دعا بھی قبول نہیں ہوگی۔" (فضائل تبلیغ)

حضرت شیخ الحدیث نوراللہ مرقدہ فرماتے ہیں کہ: یہاں پہنچ کر اوّل ہم لوگ یہ سوچ لیں کہ اللہ تعالیٰ کی کس قدر نافرمانی کرتے ہیں؟ پھر معلوم ہوجائے گا کہ ہماری کوششیں بے کار کیوں جاتی ہیں؟ ہماری دعائیں بے اثر کیوں ہورہی ہیں؟ ہم اپنی ترقی کے بیج بو رہے ہیں یا تنزلی کے؟ (فضائل تبلیغ)

میرے دوستو! میں یہ عرض کررہا تھا کہ جس نوع کے کام کی ضرورت ہے' اس نوع کا کام نہیں ہورہا ہے' اس وجہ سے گناہوں میں کمی نہیں آرہی ہے' جب تک کہ گناہ بند نہیں ہوں گے' مصائب کا سلسلہ جاری رہے گا' اس لئے کہ فیصلے مسلمانوں کے اعمال پر اترتے ہیں اور منکرات کا کام مامورات سے بھی زیادہ ضروری ہے' جیسے کہ صحت کے لئے موسم کے لحاظ سے غذا ضروری ہے' اسی کے ساتھ یہ بھی ہے کہ پرہیز اور احتیاط کی جائے' ورنہ غذا اور مقویات کا فائدہ نہیں ہوسکتا' اسی طرح ایمانی اعتبار سے انفرادی و اجتماعی زندگیوں میں طاعات کے فوائد یا تو ظاہر ہی نہیں ہوں گے اور اگر ہوئے بھی تو مکمل فوائد ظاہر نہیں ہوں گے' جس کے لئے حدیث ریا' شاہد ہے کہ ایک سخی' ایک عالم اور ایک مال دار نے اپنی ساری زندگی دینی کاموں میں خرچ کردی تھی' مگر محض ریا کی وجہ سے وہ برباد ہوگیا۔

میرے عزیزو! جن علاقوں میں یہ کام نہیں ہورہا ہے' وہاں فرض کفایہ ہے' اور جہاں ہورہا ہے' وہاں بقدر ضرورت اضافہ بھی ضروری ہے' اس کا سب کو اندازہ ہے۔

امر بالمعروف کے سلسلہ میں حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی نوراللہ مرقدہ نے خطبہ میں لکھا ہے:

"الحمدللہ الذی جعل الامر بالمعروف والنھی عن المنکر القطب الاعظم فی الدین وبعث له النبیین اجمعین"

یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر قطب اعظم ہیں' اس سے اس کی اہمیت معلوم ہوتی ہے۔

اور چند گناہ بتائے جاتے ہیں جن سے بچنا از حد ضروری ہے' مثلاً: ترکہ نہ دینا' بہن بیٹی کا حصہ نہ دینا' شرعی پردہ نہ کرنا' داڑھی منڈوانا یا ایک مشت سے کم ہونے پر کتروانا' غیبت کرنا' بدگمانی کرنا' حسد کرنا' سود لینا' دھوکا دینا' کسی کی زمین پر ناجائز قبضہ کرنا وغیرہ' جس کو مزید تفصیل کے ساتھ حیاۃ المسلمین میں ذکر کیا گیا ہے۔

حضرت حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا تھانوی نوراللہ مرقدہ کے زمانے میں بھی اس کام کی کمی تھی' جماعتی انداز پر کام نہیں تھا' اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے حضرت نوراللہ مرقدہ نے مجلس دعوۃ الحق کو اسی لئے قائم فرمایا' اس سلسلے میں کام شروع کیا گیا۔

آج ماشاء اللہ اچھائیوں پر محنت اور اس کی دعوت کا کام مختلف انداز سے ہو رہا ہے' مگر برائیوں کی اصلاح اور گناہوں سے نفرت کا مزاج' معاشرہ کو اس سے پاک وصاف کرنے کا کام جیسا ہونا چاہئے' اس کے لئے جیسی فکر وکوشش ہونا چاہئے' اس میں کمی ہو رہی ہے۔...... اللہ تعالیٰ اصول وہدایات کے موافق کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ہر شخص میں یہ فکر ہونی چاہئے کہ اپنے اپنے علاقے میں جیسی ضرورت ہو' اس کے مناسب کام کرے' مجموعہ رسائل دعوۃ الحق ہر کام کرنے والے کے پاس ہونا چاہئے اور اس کے موافق کام کرنے کی کوشش کرنا چاہئے۔ مجموعہ رسائل دعوۃ الحق کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱:...... دعوۃ الداعی و تفہیم المسلمین و تعلیم المسلمین کا مجموعہ جو کہ دعوۃ الداعی کے نام سے شائع ہوا ہے۔ یہ رسالے حضرت حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ کے مرتب کردہ ہیں۔

۲:...... اشرف الہدایات لاصلاح المنکرات: جس میں تبلیغ کی شرعی حیثیت اور اس کے احکام وآداب کو مرتب کیا گیا ہے' مرتب کردہ احقر۔

۳:...... اشرف النصائح: جس میں گھر اور باہر کی اصلاح وتبلیغ کا طریقہ اور اس کے لئے ہدایات بیان کی گئی ہیں' مرتب کردہ احقر۔

۴:...... اشرف الاصلاح: جس میں کام کرنے والوں کی خصوصیات اور ان کو کن امور کا اہتمام کرنا چاہئے؟ ان چیزوں کو ذکر کیا گیا ہے' مرتب کردہ احقر۔

۵:...... اشرف الخطاب: جس میں معروف کی دعوت اور منکر کی اصلاح کے وقت کس طرح گفتگو کرنا چاہئے' ان چیزوں کو بیان کیا گیا ہے' مرتب کردہ احقر۔

موجودہ پریشانیوں کے حل کا سہل نسخہ:

۱:...... ایک گناہ اور ایک سنت روزانہ یاد کرانا اور آپس میں گھر کے لوگوں کا بھی دور کرنا اور اگلے روز اس کے سننے سنانے کا بھی نظام قائم کرنا' یاد نہ ہونے پر سبق آگے نہ دینا' جو یاد کرایا ہے وہ یاد ہوجانے پر آگے سبق دے دینا۔

۲:...... ہر شخص کو تین سو مرتبہ کلمہ طیبہ' تین سو مرتبہ درود شریف' تین سو مرتبہ استغفار کا پڑھنا' اگر کسی روز کوئی عذر ہو تو اس کا دسواں حصہ پڑھنا۔

۳:...... تعلیم الدین' حیوۃ المسلمین' جزاء الاعمال' حقوق الاسلام' حکایات صحابہؓ میں سے تھوڑا تھوڑا روزانہ گھروں میں بھی سننے سنانے کا اہتمام کرنا اور حیوۃ المسلمین سے گناہوں کا بیان بھی تھوڑا تھوڑا ضرور سننا سنانا۔

۴:...... اہل علم حضرات ومشائخ سے ملنے جلنے کا اہتمام رکھنا۔

۵:...... روزانہ ہر شخص نماز کے اوقات میں یہ سوچا کرے کہ ایک دن ہم کو یہاں سے جانا ہے اور اس کی کیا تیاری کی ہے؟

۶:...... جو لوگ نماز نہیں پڑھتے' ان لوگوں کو جماعت سے نماز کی پابندی کرنا اور اس کی نگرانی کا نظام بنانا۔

۷:...... ہر ضرورت کے لئے دعا کا اہتمام کرنا' اپنی اصلاح اور گھر والوں اور بستی والوں کی اصلاح کے لئے بھی دعا کرتے رہنا۔

☆☆......☆☆

شوقِ دید

مفتی اسرار احمد دانش نجیب آبادی

بیٹھا ہوں میں بھی شوق تمنا لئے ہوئے / سینے میں دل ہے حشر اک برپا کئے ہوئے
چلتے ہیں رہ روانِ حرم کس طرح سے راہ / گویا شراب عشق ہیں سارے پئے ہوئے
سب جا رہے ہیں کیسے وہاں ناز وشوق میں / لگتا ہے سب کے سب ہیں اجازت لئے ہوئے
جوتا ہے پاؤں میں نہ عمامے کی ہے خبر / یوں لگ رہا ہے دل ہیں کسی کو دیئے ہوئے
محبوب کے دیار میں مجنوں ہیں بے خبر / تن پر نہیں کسی کے بھی کپڑے سلے ہوئے
فرط خوشی میں آنکھ بھی ہے سب کی اشکبار / دل میں ہیں پر وہ عیش ومسرت لئے ہوئے
آنے کی اب تو مجھ کو اجازت ملے حضورؐ / ہے شوقِ دید زیادہ ہی بے کل کئے ہوئے

دانش کبھی کے ہجر میں ہوجاتے ہم ختم
لیکن ہیں شوقِ دید میں اب تک جئے ہوئے

آخری قسط

مرتد کی سزا

قرآن‘ سنت‘ اجماع اور عقل کی روشنی میں

مولانا سعید احمد جلال پوری

چنانچہ ائمہ اربعہ: امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ بالاتفاق اس کے قائل ہیں کہ اگر کوئی شخص مرتد ہوجائے تو مستحب یہ ہے کہ اس کو تین دن کی مہلت دی جائے‘ اس کے شبہات دور کئے جائیں‘ اس کو توبہ کی تلقین کی جائے اور دوبارہ اسلام کی دعوت دی جائے‘ اگر اسلام لے آئے تو فبہا‘ ورنہ اسے قتل کردیا جائے‘ ملاحظہ ہو ائمہ اربعہ کی تصریحات:

فقہ حنفی:...... چنانچہ فقہ حنفی کی مشہور کتاب ہدایہ میں ہے:

”واذا ارتد المسلم عن الاسلام والعیاذ باللہ. عرض علیه الاسلام فان کانت له شبهة کشفت عنه ویحبس ثلاثة ایام فان اسلم والاقتل۔“(ہدایہ اولین ص:۵۸۰‘ ج:۱)

ترجمہ: ...... ”اور جب کوئی مسلمان نعوذ باللہ! اسلام سے پھر جائے تو اس پر اسلام پیش کیا جائے‘ اس کو کوئی شبہ ہو تو دور کیا جائے‘ اس کو تین دن تک قید رکھا جائے‘ اگر اسلام کی طرف لوٹ آئے تو ٹھیک‘ ورنہ اسے قتل کردیا جائے۔“

فقہ شافعی:...... فقہ شافعی کی شہرۂ آفاق کتاب المجموع شرح المہذب میں ہے:

”اذا ارتد الرجل وجب قتله‘ سواء کان حرا او عبدا...... وقد انعقد الاجماع علی قتل المرتد۔“(المجموع شرح المہذب: ص:۲۲۸‘ ج:۱۹)

ترجمہ:...... ”اور جب آدمی مرتد ہوجائے تو اس کا قتل واجب ہے‘ خواہ وہ آزاد ہو یا غلام‘ اور قتلِ مرتد پر اجماع منعقد ہوچکا ہے۔“

فقہ حنبلی:...... فقہ حنبلی کی معرکۃ الآرا کتاب المغنی اور الشرح الکبیر میں ہے:

”واجمع اهل العلم علی وجوب قتل المرتد‘ وروی ذلک عن ابی بکر و عمر و عثمان و علی و معاذ وابی موسیٰ وابن عباس وخالد (رضی اللہ عنهم) وغیرهم‘ ولم ینکر ذلک فکان اجماعا۔“(المغنی مع الشرح الکبیر ص:۷۴‘ ج:۱۰)

ترجمہ: ...... ”قتل مرتد کے واجب ہونے پر اہل علم کا اجماع ہے‘ یہ حکم حضرت ابوبکر‘ عمر‘ عثمان‘ علی‘ معاذ‘ ابوموسیٰ‘ ابن عباس‘ خالد اور دیگر حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مروی ہے اور اس کا کسی صحابی نے انکار نہیں کیا‘ اس لئے یہ اجماع ہے۔“

فقہ مالکی:...... فقہ مالکی کے عظیم محقق ابن رشد مالکیؒ کی مشہور زمانہ کتاب ”بدایۃ المجتہد“ میں ہے:

”والمرتد اذا ظفر به قبل ان یحارب فاتفقوا علی انه یقتل الرجل لقوله علیه الصلوۃ والسلام: ”من بدل دینه فاقتلوه۔“(بدایۃ المجتہد ص:۳۴۳‘ ج:۲)

ترجمہ:...... ”اور مرتد جب لڑائی سے قبل پکڑا جائے تو تمام علمائے امت اس پر متفق ہیں کہ مرتد کو قتل کیا جائے گا‘ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ”جو شخص اپنا مذہب بدل کر مرتد ہوجائے‘ اس کو قتل کردو۔“

عام طور پر اسلام دشمن عناصر‘ ملاحدہ اور زنادقہ سیدھے سادے مسلمانوں اور سادہ لوح انسانوں کو ذہنی تشویش اور شکوک وشبہات میں مبتلا کرنے اور انہیں اسلام سے برگشتہ کرنے کے لئے یہ شبہ پیش کرتے ہیں کہ سوچنے کی بات ہے کہ ایک

انسان اپنا آبائی مذہب تبدیل کرنے پر کیوں مجبور ہوتا ہے؟ یقیناً اس کو اپنے دین ومذہب میں کوئی کمی کوتاہی یا نقص نظر آیا ہوگا' جب ہی تو وہ اس انتہائی اقدام پر مجبور ہوا ہے؟ لہٰذا جب کوئی شخص غور وفکر کے بعد اسلام کو اپنا سکتا ہے تو دلائل و براہین کی روشنی میں وہ اس کو چھوڑنے کا حق بھی رکھتا ہے' پس اس کی تبدیلیٔ مذہب پر قدغن کیوں لگائی جاتی ہے؟

بظاہر یہ سوال معقول نظر آتا ہے' جبکہ حقائق اس سے یکسر مختلف ہیں' چنانچہ اگر اس پر غور کیا جائے تو اندازہ ہوگا کہ ارتداد کی وجہ اسلام میں کسی قسم کا نقص یا کمی کوتاہی نہیں ہے' بلکہ اس کے پیچھے اسلام دشمنوں کی ایک منظم سازش ہے' اور وہ یہ کہ اسلام دشمنوں کی روز اوّل سے یہ سعی وکوشش رہی ہے کہ کسی طرح حق کے متلاشیوں کو جادۂ مستقیم سے ہٹا کر ضلال وگمراہی کے گہرے غاروں میں دھکیل دیا جائے' چنانچہ شروع میں تو انہوں نے کھل کر اپنے اس مشن کو نبھانے کی کوشش کی' مگر جب ماہتاب نبوت' آفتاب نصف النہار بن کر چمکنے لگا اور اس کی چکا چوند روشنی کے سامنے باطل نہ ٹھہر سکا تو ائمہ کفر وضلال نے ردائے نفاق اوڑھ کر اس کے خلاف زیر زمین سازشوں کا جال بننا شروع کردیا۔

چنانچہ صبح کو وہ اپنے آپ کو مسلمان باور کراتے تو شام کو اسلام سے بیزاری کا سوانگ رچا کر مسلمانوں کو اسلام سے بدظن کرنے کی سازش کرتے' جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

"وقالت طائفة من اهل الکتاب آمنوا بالذی انزل علی الذین آمنوا وجه النهار واکفروا آخره لعلهم یرجعون۔" (آل عمران:۷۲)

ترجمہ:...... "اور اہل کتاب کے ایک گروہ نے (حق سے پھیرنے کی یہ سازش تیار کی اور آپس میں) کہا کہ تم (ظاہری طور پر) ایمان لے آؤ اس (دین وکتاب) پر جو اتارا گیا ایمان والوں پر دن کے شروع میں اور اس کا انکار کردو اس کے آخری حصہ میں' تاکہ اس طرح یہ لوگ پھر جائیں (دین وایمان سے)۔"

گویا وہ یہ باور کرانا چاہتے تھے کہ اگر اسلام میں کوئی کشش یا صداقت ہوتی تو سوچ سمجھ کر دائرہ اسلام میں داخل ہونے والے اس سے باہر کیوں آتے؟ یقیناً جو لوگ اسلام قبول کرنے کے بعد اسے خیرباد کہہ رہے ہیں' انہوں نے ضرور اس میں کوئی کمی یا کمزوری دیکھی ہوگی؟

حالانکہ جن لوگوں نے اسلامی احکام و آداب کا مطالعہ اور غور وفکر کرکے اسے قبول کیا اور نبی امی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر لبیک کہا' تاریخ گواہ ہے کہ ان میں سے کبھی کسی نے اس سے بیزاری تو کیا اس پر سوچا بھی نہیں' جیسا کہ صحیح بخاری کی حدیث ہرقل میں حضرت ابوسفیان اور ہرقل کے مکالمہ میں اس کی وضاحت وصراحت موجود ہے' چنانچہ جب ہرقل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا والا نامہ ملنے پر ابوسفیان سے' جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کے حریف تھے' یہ پوچھا کہ:

"......هل یرتد احد منهم عن دینه بعد ان یدخل فیه سخطة له؟ قال: لا......"

ترجمہ:...... "ہرقل نے ابوسفیان سے پوچھا کہ کیا اسلام قبول کرنے والوں میں سے کوئی اس کو ناپسند کرکے یا اس سے ناراض ہوکر مرتد بھی ہوا ہے؟ ابوسفیان نے کہا: نہیں۔"

پھر اسی حدیث کے آخر میں ہرقل نے اپنے ایک ایک سوال اور ابوسفیان کے جوابات کی روشنی میں اس کی وضاحت کی کہ میں اپنے سوالوں اور تیرے جوابات کی روشنی میں' جن نتائج پر پہنچا ہوں' وہ یہ ہیں کہ:

"......وسالتک هل یرتد احد منهم عن دینه بعد ان یدخل فیه سخطة' فزعمت ان لا' وکذالک الایمان اذا خالط بشاشة القلوب۔" (بخاری ص:۱۵۳' ج:۲)

ترجمہ:...... "اور میں نے آپ سے پوچھا تھا کہ کیا اسلام قبول کرنے والوں میں سے کوئی شخص اسلام سے ناراض ہوکر یا اس سے متنفر ہوکر کبھی مرتد بھی ہوا ہے؟ تو آپ نے کہا تھا کہ ایسا نہیں ہوا' تو سنو! یوں ہی ہے کہ شرح صدر کے ساتھ جب ایمان کسی کے دل میں اتر جاتا ہے تو نکلا نہیں کرتا۔"

چونکہ اسلام جبر وتشدد کا مذہب نہیں اور نہ ہی کسی کو جبراً وقہراً اسلام میں داخل کیا جاتا ہے' بلکہ قرآن وحدیث میں وضاحت وصراحت کے ساتھ یہ بات مذکور ہے کہ جو شخص دل وجان سے اسلام قبول نہ کرے' نہ صرف یہ کہ اس کا اسلام معتبر نہیں' بلکہ ایسا شخص قرآنی اصطلاح میں منافق ہے اور منافق جہنم کے نچلے درجے کی بدترین سزا کا مستحق ہے' جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

"ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار۔" (النساء:۱۴۵)

ترجمہ:...... ''بے شک منافق ہیں سب سے نیچے درجہ میں دوزخ کے۔''

اسی لئے جبراً وقہراً اسلام میں داخل کرنے کی ممانعت کرتے ہوئے فرمایا گیا:

''لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی۔''(البقرہ:۲۵۶)

ترجمہ:...... ''دین اسلام میں داخل کرنے کے لئے کسی جبر واکراہ سے کام نہیں لیا جاتا' اس لئے کہ ہدایت' گمراہی سے ممتاز ہوچکی ہے۔''

لیکن اس کا یہ معنی بھی نہیں کہ جو شخص برضاو رغبت اسلام میں داخل ہوجائے اور اسلام قبول کرلے' اسے مرتد ہونے کی بھی اجازت دے دی جائے' یہ بالکل ایسے ہے جیسے ابتداءً فوج میں بھرتی ہونے کے لئے کوئی جبر اور زبردستی نہیں کی جاتی' لیکن اگر کوئی شخص اپنی رضا ورغبت سے فوج میں بھرتی ہوجائے تو اب اسے اپنی مرضی سے فوج سے نکلنے یا فوجی نوکری چھوڑنے کا اختیار نہیں ہوتا۔ اگر فوج کا یہ قانون جائز ہے تو اسلام کا یہ دستور کیونکر جائز نہیں؟

اس کے علاوہ عقل وشعور کا تقاضا بھی یہی ہے کہ جو شخص اپنی مرضی اور رضا ورغبت سے اسلام میں داخل ہوجائے اسے اسلام سے برگشتگی اور مرتد ہونے کی اجازت نہیں دی جانی چاہئے' کیونکہ بالفرض اگر نعوذ باللہ! کسی کو اسلام یا اسلامی تعلیمات میں کوئی شک وشبہ تھا تو اس نے اسلام قبول ہی کیوں کیا تھا؟ لہٰذا ایسا شخص جو اپنی مرضی اور رضا ورغبت سے اسلام میں داخل ہوچکا ہے' اب اسے مرتد ہونے کی اس لئے اجازت نہیں دی جاسکتی کہ وہ اسلام چھوڑ کر نہ صرف اپنے دین ومذہب کو بدلتا ہے' بلکہ اس قبیح اور بدترین فعل کے ذریعہ وہ دین وشریعت' اسلامی تعلیمات' اسلامی معاشرہ کو داغ دار کرنے' اسلامی تعلیمات کو مطعون وبدنام کرنے اور نئے مسلمان ہونے والوں کی راہ روکنے کی بدترین سازش کا مرتکب ہوا ہے' اس لئے اسلام قبول کرنے سے پہلے اس کی مثال کھلے کافر کی تھی' لیکن اب اس کی حیثیت اسلام کے باغی کی ہے' اور دنیا کا مسلمہ اصول ہے کہ جو شخص کسی ملک کا شہری نہ ہو اور وہ اس ملک کے قوانین کو تسلیم نہ کرے تو اسے اس پر مجبور نہیں کیا جاسکتا' لیکن جب کوئی شخص کسی ملک کی شہریت اپنالے تو اسے اس ملک کے شہری قوانین کا پابند کیا جائے گا' چنانچہ اگر کوئی خودسر کسی ملک کی شہریت کا دعویدار بھی ہو اور اس کے احکام وقوانین اور اصول وضوابط کے خلاف اعلان بغاوت بھی کرے تو اسے زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں' لہٰذا اگر کوئی شخص کسی ملک' اس کے قوانین وضوابط یا کسی ملک کے سربراہ سے بغاوت کی پاداش میں سزائے موت کا مستحق ہے' تو کیا وجہ ہے کہ اسلام' اسلامی قوانین اور پیغمبر اسلام سے بغاوت کا مرتکب سزائے موت کا مستحق نہ ہو؟

اگر دیکھا جائے اور اس کا بغور جائزہ لیا جائے تو سزائے ارتداد کا یہ اسلامی قانون عین فطرت ہے' جس میں نہ صرف مسلمانوں کا' بلکہ اسلامی مملکت کے تمام شہریوں کا بھی فائدہ ہے۔ اس لئے کہ دین اسلام اللہ کا پسندیدہ دین ہے اور اس دین ومذہب میں دنیا کی فوز وفلاح اور نجات آخرت کا مدار ہے' جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے:

۱:...... ''الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔''

(المائدہ:۳)

ترجمہ:...... ''آج کے دن میں نے تمہارا دین مکمل کردیا اور تم پر نعمت تمام کردی اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا۔''

۲:...... ''ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ' وھو فی الآخرۃ من الخاسرین۔''

(آل عمران:۸۵)

ترجمہ:...... ''اور جو شخص اسلام کے علاوہ کسی دوسرے دین ومذہب کو اپنائے گا' اللہ کے ہاں اسے قبولیت نصیب نہیں ہوگی اور وہ آخرت میں خسارہ میں ہوگا۔''

لہٰذا جو شخص اسلام قبول کرنے کے بعد ارتداد کا مرتکب ہوا ہے' اس کی مثال اس باؤلے کتے یا پگلے انسان کی ہے جسے اپنا ہوش ہے اور نہ دوسروں کا' اگر کوئی ''عقل مند'' اس کی جان پر ترس کھا کر اسے چھوڑ دے تو بتلایا جائے کہ وہ انسانیت کا دوست ہے یا دشمن؟ ٹھیک اسی طرح مرتد کی جان بخشی کرنا بھی معاشرہ کو ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف ہے' اور اس کی ہلاکت اسلامی معاشرہ کے لئے امن وعافیت اور سکون واطمینان کا ذریعہ ہے۔

مناسب ہوگا کہ یہاں حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید کا سزائے ارتداد کی معقولیت کے سلسلہ کا ایک اقتباس نقل کردیا جائے' چنانچہ حضرت لکھتے ہیں:

''تمام مہذب ملکوں' حکومتوں اور مہذب قوانین میں باغی کی سزا موت ہے' اور اسلام کا باغی وہ ہے جو اسلام سے مرتد ہوجائے' اس لئے اسلام میں مرتد کی سزا موت ہے' لیکن اس میں بھی اسلام نے رعایت دی ہے' دوسرے لوگ باغیوں کو کوئی رعایت نہیں دیتے' گرفتار ہونے کے

بعد اگر اس پر بغاوت کا جرم ثابت ہوجائے تو سزائے موت نافذ کردیتے ہیں' وہ ہزار معافی مانگے' توبہ کرے اور قسمیں کھائے کہ آئندہ بغاوت کا جرم نہیں کروں گا' اس کی ایک نہیں سنی جاتی اور اس کی معافی ناقابل قبول سمجھی جاتی ہے' اسلام میں بھی باغی یعنی مرتد کی سزا قتل ہے' مگر پھر بھی اسے اتنی رعایت ہے کہ تین دن کی مہلت دی جاتی ہے' اس کو تلقین کی جاتی ہے کہ توبہ کرلے' معافی مانگ لے' تو سزا سے بچ جائے گا' افسوس ہے کہ پھر بھی اسلام میں مرتد کی سزا پر اعتراض کیا جاتا ہے۔

اگر امریکا کے صدر کا باغی حکومت کا تختہ الٹنے کی کوشش کرے اور اس کی سازش پکڑی جائے تو اس کی سزا موت ہے اور اس پر کسی کو اعتراض نہیں' روس کی حکومت کا تختہ الٹنے والا پکڑا جائے یا جنرل ضیاء الحق کی حکومت کے خلاف بغاوت کرنے والا پکڑا جائے تو اس کی سزا موت ہے اور اس پر دنیا کے کسی مہذب قانون اور کسی مہذب عدالت کو کوئی اعتراض نہیں' لیکن تعجب ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باغی پر اگر سزائے موت جاری کی جائے تو لوگ کہتے ہیں کہ یہ سزا نہیں ہونی چاہئے' اسلام تو باغی مرتد کو پھر بھی رعایت دیتا ہے کہ اسے تین دن کی مہلت دی جائے' اس کے شبہات دور کئے جائیں اور کوشش کی جائے کہ وہ دوبارہ مسلمان ہوجائے' معافی مانگ لے تو کوئی بات نہیں' اس کو معاف کردیا جائے گا' لیکن اگر تین دن کی مہلت اور کوشش کے بعد بھی وہ اپنے ارتداد پر اڑا رہے' توبہ نہ کرے تو اللہ کی زمین کو اس کے وجود سے پاک کردیا جائے' کیونکہ یہ ناسور ہے' خدانخواستہ کسی کے ہاتھ میں ناسور ہوجائے تو ڈاکٹر اس کا ہاتھ کاٹ دیتے ہیں' اگر انگلی میں ناسور ہوجائے تو انگلی کاٹ دیتے ہیں اور سب دنیا جانتی ہے کہ یہ ظلم نہیں' بلکہ شفقت ہے' کیونکہ اگر ناسور کو نہ کاٹا گیا تو اس کا زہر پورے بدن میں سرایت کرجائے گا' جس سے موت یقینی ہے' پس جس طرح پورے بدن کو ناسور کے زہر سے بچانے کے لئے ناسور کو کاٹ دینا ضروری ہے اور یہی دانائی اور عقلمندی ہے اسی طرح ارتداد بھی ملت اسلامیہ کے لئے ایک ناسور ہے' اگر مرتد کو توبہ کی تلقین کی گئی' اس کے باوجود اس نے اسلام میں دوبارہ آنے کو پسند نہیں کیا تو اس کا وجود ختم کردینا ضروری ہے' ورنہ اس کا زہر رفتہ رفتہ ملت اسلامیہ کے پورے بدن میں سرایت کرجائے گا۔ الغرض مرتد کا حکم ائمہ اربعہ کے نزدیک اور پوری امت کے علماء اور فقہاء کے نزدیک یہی ہے جو میں عرض کرچکا ہوں اور یہی عقل و دانش کا تقاضا ہے اور اسی میں امت کی سلامتی ہے۔''

(تحفہ قادیانیت' ج:۱ص:۶۶۵'۶۶۶)

ان مذکورہ بالا تفصیلات سے معلوم ہوا ہوگا کہ اسلام اور اسلامی آئین' ہر غیر مسلم و کافر کی جان کے درپے نہیں' بلکہ اسلامی آئین و دستور صرف اور صرف ان فتنہ پردازوں کا راستہ روکتا ہے اور انہیں کڑی سزا کا مستحق گردانتا ہے جو معاشرہ کے امن و امان کے دشمن اور اسلام سے بغاوت کے مرتکب ہوں' بایں ہمہ اسلام و اسلامی آئین ایسے لوگوں کو بھی فوراً کیفر کردار تک نہیں پہنچاتا' بلکہ انہیں اپنی اصلاح کا موقع فراہم کرتا ہے' اگر وہ سدھر جائیں تو فبہا' ورنہ اس بدترین سزا کے لئے تیار ہوجائیں' اس کے باوجود بھی اگر کوئی بدنصیب اس سے فائدہ نہ اٹھائے اور اپنی جان کا دشمن بنا رہے تو اس میں اسلام کا کیا قصور ہے؟

جیسا کہ ارتداد و مرتد کی تعریف کے ذیل میں پہلے عرض کیا جاچکا ہے کہ جو شخص اسلام لانے کے بعد اسلام کو چھوڑ کر کوئی بھی دوسرا دین و مذہب اختیار کرلے' وہ مرتد ہے' اور مرتد کی سزا قتل ہے۔

اس پر یہود و نصاریٰ اور قادیانیوں کے علاوہ دوسرے ملاحدہ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اگر دوسرے مذاہب کے پیروکار اپنا آبائی مذہب چھوڑ کر مسلمان ہوسکتے ہیں' تو ایک مسلمان اپنا مذہب تبدیل کیوں نہیں کرسکتا؟ اگر کسی یہودی اور عیسائی کے مسلمان ہونے پر قتل کی سزا لاگو نہیں ہوتی تو ایک مسلمان کے یہودیت یا عیسائیت قبول کرنے پر اسے کیوں واجب القتل قرار دیا جاتا ہے؟ اسی طرح اگر کوئی ہندو یا قادیانی' مسلمان ہوسکتا ہے تو ایک مسلمان نعوذ باللہ! قادیانی یا ہندو کیوں نہیں بن سکتا؟

عام طور پر ارباب کفر و شرک اس سوال کو اس رنگ آمیزی سے بیان کرتے ہیں کہ ایک سیدھا سادا مسلمان نہ صرف اس سے متاثر ہوتا ہے' بلکہ سزائے ارتداد کو نعوذ باللہ! غیر معقول و غیر منطقی اور آزادی اظہار رائے و آزادی مذہب کے خلاف سمجھنے لگتا ہے' اس لئے ضرورت ہے کہ اس مغالطہ کے جواب میں بھی چند معروضات پیش کردی جائیں:

الف:...... جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے کہ یہودی' عیسائی یا دوسرے مذاہب کے لوگ اپنا

مذہب بدلیں تو ان پر سزائے ارتداد کیوں جاری نہیں کی جاتی؟ اصولی طور پر ہم اس سوال کا جواب دینے کے مکلف نہیں ہیں' بلکہ ان مذاہب کے ذمہ داروں' بلکہ ٹھیکے داروں کا فرض ہے کہ وہ اس کا جواب دیں۔

تاہم قطع نظر اس کے کہ یہودیوں اور عیسائیوں کا یہ طرز عمل صحیح ہے یا غلط؟ اتنی بات تو سب کو معلوم ہے کہ دنیائے عیسائیت و یہودیت اگر اپنے مذہب کے معاملہ میں تنگ نظر نہ ہوتی تو آج دنیا بھر کے مسلمان اور امت مسلمہ ان کے ظلم وتشدد کا نشانہ کیوں ہوتے؟

اس سے ذرا اور آگے بڑھیئے تو اندازہ ہوگا کہ انبیائے بنی اسرائیل کا قتل ناحق ان کی اسی تنگ نظری کا شاخسانہ اور تشدد پسندی کا منہ بولتا ثبوت ہے' ورنہ بتلایا جائے کہ حضرات انبیائے کرام کا اس کے علاوہ کون سا جرم تھا؟ صرف یہی ناں کہ وہ فرماتے تھے کہ پہلا دین وشریعت اور کتاب منسوخ ہوگئی ہے اور اب اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہمارے ذریعے نیا دین اور نئی شریعت آئی ہے اور اسی میں انسانیت کی نجات اور فوز وفلاح ہے۔

اسی طرح یہودیوں اور عیسائیوں پر فرض ہے کہ وہ بتلائیں کہ حضرت یحییٰؑ اور حضرت زکریا علیہما السلام کو کیوں قتل کیا گیا؟ ان معصوموں کا کیا جرم تھا؟ اور کس جرم کی پاداش میں ان کا پاک و پاکیزہ اور مقدس لہو بہایا گیا؟

اس کے علاوہ یہ بھی بتلایا جائے کہ حضرت عیسیٰ روح اللہ کے قتل اور ان کے سولی پر چڑھائے جانے کے منصوبے کیوں بنائے گئے؟

مسلمانوں کو تنگ نظر اور سزائے ارتداد کو ظلم کہنے والے پہلے ذرا اپنے دامن سے حضرات انبیائے کرام علیہم السلام اور لاکھوں مسلمانوں کے خون ناحق کے دھبے صاف کریں اور پھر مسلمانوں سے بات کریں۔

ب:...... یہ بات تو طے شدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی ہدایت وراہ نمائی کے لئے حضرات انبیائے کرام اور رسل بھیجنے کا سلسلہ شروع فرمایا' جس کی ابتدا حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی تو اس کی انتہا یا تکمیل واختتام حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر ہوئی۔

سوال یہ ہے کہ ان تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے دین وشریعت اور کتب کی کیفیت یکساں تھی یا مختلف؟

اگر بالفرض تمام انبیائے کرام کی شریعتیں ابدی وسرمدی تھیں تو ایک نبی کے بعد دوسرے نبی اور ایک شریعت کے بعد دوسری شریعت کی ضرورت ہی کیوں پیش آئی؟

مثلاً اگر حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت ابدی وسرمدی تھی اور اس پر عمل نجات آخرت کا ذریعہ تھا تو اس وقت سے لے کر آج تک تمام انسانوں کو حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت کا تابع ہونا چاہیے تھا' اگر ایسا ہے تو پھر یہودیت وعیسائیت کہاں سے آگئی؟

لیکن اگر بعد میں آنے والے دین' شریعت' کتاب اور نبی کی تشریف آوری سے پہلے نبی کی شریعت اور کتاب منسوخ ہوگئی تھی...... جیسا کہ حقیقت بھی یہی ہے...... تو دوسرے نبی کی شریعت اور کتاب کے آجانے کے بعد سابقہ شریعت اور نبی کی اتباع پر اصرار وتکرار کیوں کیا جاتا ہے؟

حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ جب دوسرا نبی' شریعت اور کتاب آگئی اور پہلا دین' شریعت اور کتاب منسوخ ہوگئی' تو اس منسوخ شدہ دین' شریعت' کتاب اور نبی کے احکام پر عمل کرنا یا اس پر اصرار کرنا خود بہت بڑا جرم اور اللہ تعالیٰ سے بغاوت کے مترادف ہے۔

اس کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے کسی ملک کے قانون میں ترمیم کردی جائے یا اس کو سرے سے منسوخ کردیا جائے اور اس کی جگہ دوسرا جدید آئین و قانون نافذ کردیا جائے' اب اگر کوئی عقل مند اس نئے آئین وقانون کی بجائے منسوخ شدہ دستور وقانون پر عمل کرتے ہوئے نئے قانون کی مخالفت کرے تو اسے قانون شکن کہا جائے گا یا قانون کا محافظ و پاسبان؟

لہٰذا اگر کسی ملک کا سربراہ ایسے عقل مند کو رائج و نافذ جدید آئین و قانون کی مخالفت اور اس سے بغاوت کی پاداش میں باغی قرار دے کر اُسے بغاوت کی سزا دے تو اس کا یہ فعل ظلم وتعدی ہوگا یا عدل وانصاف؟ کیا ایسے موقع پر کسی عقل مند کو یہ کہنے کا جواز ہوگا کہ اگر جدید آئین وقانون کو چھوڑنا بغاوت ہے تو منسوخ شدہ آئین وقانون کو چھوڑنا کیونکر بغاوت نہیں؟ اگر جدید آئین سے بغاوت کی سزا موت ہے تو قدیم ومنسوخ شدہ آئین کی مخالفت پر سزائے موت کیونکر نہیں؟

ج:...... جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ سابقہ انبیائے کرام علیہم السلام کے ادیان اور ان کی شریعتیں منسوخ ہوچکی ہیں' اس سلسلہ میں گزشتہ سطور میں عقلی طور پر ثابت کیا جاچکا ہے کہ سابقہ انبیاؑ کی شریعتوں پر عمل باعث نجات نہیں' ورنہ نئے دین' نئی شریعت اور نئے نبی کی ضرورت ہی کیوں پیش آتی؟

تاہم سابقہ انبیائے کرام علیہم السلام میں سے ہر ایک نے اپنے بعد آنے والے دین وشریعت اور نبی کی آمد سے متعلق اپنی امت کو بشارت دی ہے اور ان کی اتباع کی تلقین بھی فرمائی ہے' جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

”واذ اخذ اللّٰہ میثاق النبیین لما اٰتیتکم من کتاب و

حکمۃ ثم جاء کم رسول مصدق
لما معکم لتؤمنن بہ و لتنصرنہ۔" (آل عمران:۸۱)

ترجمہ:...... "اور جب لیا اللہ نے عہد نبیوں سے کہ جو کچھ میں نے تم کو دیا کتاب اور علم پھر آوے تمہارے پاس کوئی رسول کہ سچا بتاوے تمہارے پاس والی کتاب کو تو اس رسول پر ایمان لاؤ گے اور اس کی مدد کرو گے۔"

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اپنے بعد آنے والے نبی کی بشارت انجیل کے علاوہ خود قرآن کریم میں بھی موجود ہے کہ:

"ومبشراً برسول یاتی من
بعدی اسمہ احمد۔" (الصف:۶)

ترجمہ:... "اور خوشخبری سنانے والا ایک رسول کی جو آئے گا میرے بعد' اس کا نام ہے احمد۔"

چنانچہ سابقہ انبیائے کرام میں سے کسی نے یہ نہیں فرمایا کہ میری نبوت اور دین و شریعت قیامت تک ہے اور میں قیامت تک کا نبی ہوں' دنیائے یہودیت و عیسائیت کو ہمارا چیلنج ہے کہ اگر کسی نبی نے ایسا فرمایا ہے' تو اس کا ثبوت لاؤ: "قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔" ہمارا دعویٰ ہے کہ صبح قیامت تک کوئی یہودی اور عیسائی اس کا ثبوت پیش نہیں کر سکے گا' جب کہ اس کے مقابلہ میں آقائے دو عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت تک کے تمام انسانوں کے لئے نبی بنا کر بھیجا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا آخری نبی اور خاتم النبیین فرمایا گیا' جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے:

۱:...... "قل یا ایھا الناس انی
رسول اللہ الیکم جمیعاً۔" (الاعراف:۱۵۸)

ترجمہ:...... "تو کہہ: اے لوگو! میں رسول ہوں اللہ کا تم سب کی طرف۔"

۲:...... "وما ارسلناک الا
رحمۃ للعالمین۔" (الانبیاء:۱۰۷)

ترجمہ:...... "اور تجھ کو جو ہم نے بھیجا سو مہربانی کر کر جہان کے لوگوں پر۔"

۳:...... "ما کان محمد ابا
احد من رجالکم و لکن رسول اللہ
و خاتم النبیین۔" (الاحزاب:۴۰)

ترجمہ:...... "محمد باپ نہیں کسی کا تمہارے مردوں میں سے' لیکن رسول ہے اللہ کا اور خاتم النبیین۔"

۴:...... "وما ارسلناک الا
کافۃ للناس بشیراً و نذیراً۔"
(سبا:۲۸)

ترجمہ:...... "اور تجھ کو جو ہم نے بھیجا سو سارے لوگوں کے واسطے خوشی اور ڈر سنانے کو۔"

اس کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی فرمایا:

۱:...... "انا خاتم النبیین لا
نبی بعدی۔" (ترمذی ج:۲' ص:۴۵)

ترجمہ:...... "میں خاتم النبیین ہوں' میرے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں۔"

۲:...... "انا آخر الانبیاء و
انتم آخر الامم۔" (ابن ماجہ ص:۲۹۷)

ترجمہ:...... "میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔"

۳:...... "لو کان موسیٰ حیاً ما
وسعہ الا اتباعی۔" (مشکوٰۃ ص:۳۰)

ترجمہ:... "اگر موسیٰ علیہ الصلوٰۃ و السلام زندہ ہوتے تو ان کو بھی میری پیروی کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا۔"

اب جب کہ قرآن کریم نازل ہو چکا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی ہیں اور قرآن اللہ کی آخری کتاب ہے' لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین و شریعت کا سکہ قیامت تک چلے گا' اس لئے جو شخص اس جدید و رائج قانون اور آئین کی مخالفت کرے گا اور سابقہ منسوخ شدہ دین و شریعت یا کسی خود ساختہ مذہب' جیسے موجودہ دور کے متعدد باطل و بے بنیاد ادیان و مذاہب...... مثلاً: ہندو' پارسی' سکھ' ذکری' زرتشتی اور قادیانی وغیرہ...... کا اتباع کرے گا' وہ باغی کہلائے گا۔ دین و شریعت' قرآن و سنت اور عقل و دیانت کی روشنی میں اس کی سزا وہی ہوگی جو ایک باغی کی ہونی چاہیے' اور وہ قتل ہے۔

اس لئے ارباب اقتدار سے ہماری درخواست ہے کہ وہ پاکستان میں سزائے ارتداد کا قانون جاری و نافذ کر کے ایسے باغیوں کی بغاوت کا سدِ باب کریں اور اللہ تعالیٰ کی نصرت و اعانت کے مستحق قرار پائیں۔

اس موقع پر متحدہ مجلس عمل کے ارکان کی جانب سے سزائے ارتداد کے قانون کی ترتیب اور بل کی حیثیت سے اُسے قومی اسمبلی میں پیش کرنے پر ہم ان کو دل کی گہرائیوں سے مبارک باد دیتے ہیں اور ان کے اس بروقت اقدام کی بھرپور حمایت و تائید کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ دوسرے ارکان اسمبلی کو بھی ان کی تائید کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆......☆☆

فقہ وفتاویٰ کی اہمیت

فقہ کی تعریف:

فقہ کے معنی جاننے کے ہیں' اصولیین کی اصطلاح میں فقہ کا اطلاق تفصیلی دلائل سے منتخب کردہ جزئیات کو جان لینے پر ہوتا ہے' جب کہ فقہاء ہر ایسے شخص کو فقیہ کہنا روا سمجھتے ہیں جس کو جزئی مسائل کے احکامات یاد ہوں اور اہل حقیقت اولیاء اللہ کے نزدیک فقیہ وہ شخص ہے جس کے علم وعمل میں مطابقت پائی جائے' حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کا مقولہ مشہور ہے کہ:

"فقیہ وہ ہے جو (۱) دنیا سے اعراض کرنے والا' (۲) آخرت کی طرف رغبت رکھنے والا' (۳) اور اپنے عیوب سے باخبر ہو۔" (مستفاد درمختار مع الشامی)

علوم کے چند مراتب:

معلومات حاصل کرنے کے چند مراتب ہیں:

۱:......فرض عین:

جن مسائل کا جاننا عقائد کی درستگی اور اعمال کی تصحیح کے لئے ضروری ہے' اتنا حد تک معلومات کا جاننا ہر مسلمان پر فرض ہے' مثلاً اسلام کے بنیادی عقائد وحدانیت' رسالت' آخرت' تقدیر وغیرہ اور نماز' روزہ وغیرہ کے اہم مسائل جن سے ہر مسلمان کو واسطہ پڑتا ہے' اسی طرح زکوٰۃ دینے والے کے لئے زکوٰۃ کے مسائل جاننا اور حج کو جانے والے پر حج کے مناسک کا ضروری علم حاصل کرنا فرض ہے' اگر یہ ضروری معلومات حاصل نہیں کرے گا تو گناہگار ہوگا۔

۲:......فرض کفایہ:

جن علوم ومسائل کے جاننے کی عام لوگوں کو ضرورت پڑتی ہو' مثلاً: غسل جنازہ کے مسائل یا احکام مساجد' مسائل وقف اور دیگر فقہی جزئیات یا جن علوم کے جاننے پر قرآن وحدیث کا سمجھنا منحصر ہو جیسے علم صرف ونحو' لغت' اشتقاق یا جن علوم کو جاننے سے صحیح علم تک رہنمائی ہوتی ہو' مثلاً: ناسخ منسوخ کا علم یا روایت حدیث کے معتبر یا غیر معتبر ہونے کا علم' جسے علم اسماء الرجال کہا جاتا ہے وغیرہ'

مفتی محمد سلمان منصور پوری

اس طرح کے علوم کا جاننا فرض کفایہ ہے یعنی امت میں کچھ افراد ان علوم کے حاملین ضرور رہنے چاہئیں' جن کی طرف بوقت ضرورت رجوع کیا جاسکے' اگر کوئی نہ رہے گا تو پوری امت گناہ گار ہوگی اور چند افراد بھی اس ذمہ داری کو پورا کردیں گے تو پوری امت گناہ سے محفوظ رہے گی۔

۳:......مستحب:

علم فقہ' تفسیر وحدیث میں کمال حاصل کرنا اور اخلاقی اصلاح کی صورتوں پر مطلع ہونا استحبابی درجہ رکھتا ہے' یعنی جو علمی تبحر پیدا کرے گا' وہ بڑے اجر وثواب کا مستحق ہوگا۔

۴:......حرام:

جادوگری' کہانت' رمل وجفر اور علم فلسفہ اجزاء (اسی طرح تصویر سازی' رقص وسرود اور ماڈلنگ جن کو موجودہ دور میں فنون لطیفہ کا نام دیا گیا ہے) کا جاننا شرعاً حرام ہے۔

۵:......مکروہ:

ایسے غزلیہ اشعار اور افسانے جن میں عشق ومحبت کی فرضی داستانیں بیان کی جائیں' جن سے شہوانی جذبات برانگیختہ ہوں' ان کو پڑھنا' پڑھانا مکروہ ہے۔

۶:......مباح:

ایسے اشعار وواقعات یا علوم کا جاننا جس سے کسی دوسرے کی حق تلفی یا کوئی اور شرعی مفسدہ لازم نہ آتا ہو' شرعاً مباح ہے' اسی میں جدید علوم سائنس' انجینئرنگ وغیرہ بھی داخل ہیں کہ فی نفسہ ان کا سیکھنا مباح ہے اور اگر اسلام اور انسانیت کی خدمت کی نیت ہو اور شرعی حدود کی رعایت اور منکرات سے بچتے ہوئے انہیں حاصل کیا جائے تو انشاء اللہ ثواب کی بھی امید ہے۔ (درمختار مع الشامی)

دین میں تفقہ فرض کفایہ ہے:

تفقہ میں مہارت پیدا کرنا امت پر فرض کفایہ ہے' ہر زمانہ اور ہر علاقہ میں ایسے ماہر علماء

ومفتیان کا وجود نا گزیر ہے جو ضرورت کے وقت امت کی دینی رہنمائی کا فریضہ انجام دے سکیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''سو کیوں نہ نکلا ہر فرقہ میں سے ان کا ایک حصہ تاکہ دین میں سمجھ پیدا کریں اور تاکہ خبر پہنچائیں اپنی قوم کو جب ان کی طرف لوٹ کر آئیں تاکہ وہ بچتے رہیں۔'' (التوبہ:۱۲۲)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ تفقہ حاصل کرنے کے لئے اگر سفر کرنا پڑے تو اس کی بھی ہمت کی جائے۔ اس لئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مبارکہ علم کا سرچشمہ ہوتی تھی اور آپ کا علمی فیضان سفر و حضر ہر جگہ جاری رہتا تھا۔ اسی فیضان سے استفاضہ کے لئے خاص جماعت کو آپ کے ساتھ سفر کرنے کا حکم دیا گیا اور یہ حکم قیامت تک باقی رہے گا اور جو نائبین رسول علماء وفقہاء موجود رہیں گے ان سے علمی وفقہی استفادہ کا سلسلہ برابر جاری رہے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ (الجامع لاحکام القرآن للقرطبی)

فقہ سراپا خیر ہے:

تفقہ فی الدین اللہ تعالیٰ کا بے نظیر انعام ہے' جس کو یہ دولت مل جائے' وہ یقیناً ''خیر کثیر'' سے بہرہ ور ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے سمجھ عنایت فرماتا ہے' اور جس کو سمجھ ملی اس کو بڑی خوبی ملی۔'' (البقرہ:۲۶۹)

مشہور مفسر حضرت مجاہد اور حضرت ضحاک رحمہما اللہ وغیرہ نے آیت میں ''حکمت'' سے تفقہ مراد لیا ہے' اس کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے' جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا:

''جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں' اس کو دین کی سمجھ عطا فرما دیتے ہیں۔'' (بخاری شریف)

نیز ایک روایت میں پیغمبر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

''تم لوگوں کو کانوں (معدنیات کے ذخائر) کی طرح پاؤ گے' ان میں جو لوگ زمانہ جاہلیت میں باوقار سمجھے جاتے تھے وہ اسلام لانے کے بعد بھی افضل اور باوقار رہیں گے' بشرطیکہ دین کی سمجھ حاصل کریں۔'' (الفقیہ والمتفقہ:۱۴)

معلوم ہوا کہ اسلام میں معیار شرافت ''دین کی سمجھ'' ہے' ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اس معیار کو حاصل کرنے کی حتی الوسع کوشش کرے۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے پیغمبر اسلام علیہ السلام سے سوال کیا کہ: دو شخص ہیں' ایک تو وہ ہے جو مسلسل اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتا ہے اور دوسرا شخص وہ ہے جو فرائض کے علاوہ نوافل وغیرہ کا اہتمام نہیں کرتا' لیکن وہ لوگوں کو دین کی تعلیم دیتا ہے (ان دونوں میں سے افضل کون ہے؟) تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''اس عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہی ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے ادنیٰ درجہ کے شخص پر۔'' (الفقیہ والمتفقہ:۲۳)

ایک اور روایت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''سب سے افضل علم وہ ہے جس کے لوگ محتاج ہوں۔''
(الفقیہ والمتفقہ:۴۱)

اور ظاہر ہے کہ دنیا میں اہل ایمان کے لئے سب سے زیادہ ضرورت مسئلہ مسائل جاننے کی ہے' اس لئے یہی علم اس حدیث کی رُو سے سب سے افضل کہلائے جانے کے لائق ہے۔

فقہ میں اشتغال افضل ترین عبادت ہے:

دینی مسائل کا سیکھنا سکھانا' نت نئے مسائل کے احکامات معلوم کرنا اور امت کی رہنمائی کرنا افضل ترین عبادت ہے' اس لئے کہ اس عمل کا نفع ساری امت تک متعدی اور رہتی دنیا تک باقی رہنے والا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے:

''تفقہ فی الدین سے بڑھ کر کسی عمل کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کی جاسکتی (کیونکہ مقبول عبادت کے لئے علم صحیح ضروری ہے جس کا ذریعہ تفقہ ہی ہے) اور ایک فقیہ' شیطان پر ایک ہزار عابدوں سے بڑھ کر ہے' اور ہر چیز کا ایک ستون ہوتا ہے اور دین کا ستون تفقہ فی الدین ہے۔'' (شامی مقدمہ' البیہقی فی السنن الکبریٰ' الدار القطنی)

ایک اور روایت میں ہے کہ:

''فقہی مجلس میں شرکت کا ثواب ساٹھ سال کی عبادت سے بڑھ کر ہے۔''
(الفقیہ والمتفقہ:۲۰)

تفقہ سے دین میں تصلب نصیب ہوتا ہے:

جس شخص کو فقاہت کی دولت نصیب ہو جاتی ہے' اس کا سینہ دینی مسائل واحکام کے لئے پوری طرح منشرح ہو جاتا ہے' اور پھر نہ تو وہ حالات سے مرعوب ہوتا ہے' اور نہ کوئی لالچ یا

دھمکی اسے راہِ حق سے ہٹنے پر مجبور کرتی ہے' بلکہ وہ ذہنی طور پر پوری یکسوئی کے ساتھ دین پر عمل کرتا ہے' اس کے برخلاف جو شخص محض عبادت میں مشغول ہو اور علمِ صحیح سے بہرہ ور نہ ہو' تو اس کے لئے حق پر ثابت قدم رہنا بہت مشکل ہوتا ہے' وہ بہت جلد حالات اور فتوحات سے متاثر ہوجاتا ہے' حتیٰ کہ بسا اوقات گمراہی تک جاپہنچتا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وضاحت اس طرح فرمائی ہے:

"اگر یہ یعنی آسمان اس یعنی زمین پر گر پڑے اور ہر چیز اپنی جگہ سے ہٹ جائے' تو پھر بھی عالم اپنے علم کو نہ چھوڑے گا' اور اگر زرے عابد پر دنیا کے دہانے کھول دیئے جائیں تو وہ اپنے پروردگار کی عبادت چھوڑ بیٹھے گا۔" (الفقیہ والمتفقہ:۴۳)

اس لئے ضروری ہے کہ عالم اور فقیہ اپنے موقف میں ثابت قدم ہو اور راہِ حق سے سرمو انحراف نہ کرے۔

فقہاء' روحانی معالج ہیں:

عبیداللہ بن عمرو رحمہ اللہ تعالیٰ نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت سلیمان اعمش رحمہ اللہ کے پاس کوئی مسئلہ پوچھنے آیا' اتفاق سے وہاں حضرت امام ابوحنیفہؒ بھی تشریف فرما تھے۔ حضرت اعمش رحمہ اللہ نے امام صاحبؒ سے دریافت فرمایا کہ: آپ کی اس مسئلہ کے بارے میں کیا رائے ہے؟ امام صاحبؒ نے اپنی رائے بتادی' اس پر حضرت اعمشؒ نے پوچھا کہ: یہ جواب آپ نے کہاں سے دیا؟ امام صاحبؒ نے فرمایا کہ: اس روایت سے جو آپ نے ہم سے بیان کررکھی ہے۔ یہ سن کر حضرت اعمشؒ بول اٹھے:

"نحن صیادلة وانتم اطباء"

(الفقیہ والمتفقہ)

یعنی ہم تو محض دوا فروش ہیں اور تم لوگ (فقہاء) طبیب ہو۔

تفقہ باعث عزت ہے:

دین میں تفقہ اور حلت وحرمت کا علم انسان کو عزت بخشتا ہے اور علم وتفقہ سے انسان کو جو عزت ملتی ہے وہ کسی اور چیز سے حاصل نہیں ہوسکتی۔ حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں استاذ معظم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوتا' آپ تخت پر تشریف فرمارہے اور آپ کے اردگرد خاندان قریش کے لوگ موجود ہوتے' آپ میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اپنے تخت پر اپنے ساتھ بٹھایا کرتے تھے' آپ کی اس عزت افزائی کو دیکھ کر قریش کے لوگ ناگواری محسوس کرتے' چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بھی اس کا احساس ہوگیا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

"اسی طرح یہ علم شریف آدمی کی شرافت میں اضافہ کرتا ہے اور غلام شخص کو تخت نشین بنادیتا ہے۔" (الفقیہ والمتفقہ)

حضرت عطاء ابن رباح رحمہ اللہ مکہ معظمہ میں ایک عورت کے غلام تھے' آپؒ کے چہرے کی رنگت سیاہ تھی اور آپؒ کی ناک "باقلا" کی پھلی کی مانند تھی (یعنی بدصورت تھے' مگر علمی وفقہی مقام یہ تھا کہ) ایک مرتبہ اموی بادشاہ امیر المومنین سلیمان بن عبدالملک اپنے دو بیٹوں کے ساتھ آپؒ سے ملنے آئے' آپؒ نماز پڑھنے میں مشغول تھے' اس لئے وہ لوگ انتظار میں بیٹھ گئے' جب آپؒ نماز سے فارغ ہوئے تو ان کی طرف متوجہ ہوئے' امیر المومنین ان سے حج کے مسائل پوچھتے رہے اور آپؒ بے رخی سے جواب دیتے رہے' پھر سلیمان نے اپنے بیٹوں سے کہا: یہاں سے چلو اور دیکھو علم دین سیکھنے میں آناکانی مت کرنا' اس لئے کہ آج اس کالے غلام کے سامنے بیٹھنے سے میری جو ذلت ہوئی ہے' اسے میں کبھی نہ بھول پاؤں گا۔ (الفقیہ والمتفقہ)

اس سے معلوم ہوا کہ علم فقہ کا تعلق خوبصورتی یا عالی نسبی سے نہیں ہے' بلکہ جو شخص بھی علم دین میں کمال اور فقہ میں مہارت پیدا کرلے گا' وہ لوگوں کی نظر میں باعزت ہوجائے گا' تاریخ کے ہر دور میں اس کی بے شمار مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ اس لئے ہر طالب علم کو بالخصوص دین میں اختصاص پیدا کرنے کی ہرممکن کوشش کرنی چاہئے۔

محمد بن قاسم ابن خلادؒ کہتے ہیں کہ:

"یہ بات معروف ہے کہ اسلام میں کسی کو کمتر سمجھنا جائز نہیں' اسلام میں فضیلت اور شرافت کا معیار دین داری اور پرہیزگاری ہے' ہاں اگر اس پرہیزگاری کے ساتھ نسبی شرافت بھی مل جائے تو سونے پر سہاگہ ہے۔" (الفقیہ والمتفقہ)

عزت کا مقام تو یہ ہے:

امیر المومنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ مکہ کی وادی ابطح میں اپنی مجلس جمائی اور حجاج کی جماعتیں آپ کے سامنے سے گزرنے لگیں' آپ کے ساتھ آپ کے بیٹے قرظہ بھی تھے' اتنے میں ایک قافلہ گزرا' اس میں ایک نوجوان شخص شعر گنگنا رہا تھا' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یہ کون ہے؟ بتایا گیا کہ: یہ عبداللہ بن جعفرؓ ہیں' آپ نے فرمایا: انہیں جانے دو' پھر دوسرا

قافلہ گزرا اس میں بھی ایک جوان اشعار پڑھ رہا تھا' معلوم کیا کہ: یہ کون ہے؟ بتلایا گیا کہ یہ عمر بن ابی ربیعہ ہیں' آپ نے ان کو بھی جانے کا حکم دیا' اس کے بعد ایک بڑی جماعت گزری' جس میں ایک صاحب تھے' جن سے لوگ حج کے مسائل پوچھ رہے تھے' کوئی کہہ رہا تھا کہ میں نے سرمنڈانے سے پہلے رمی کرلی؟ اور کوئی پوچھ رہا تھا کہ میں نے رمی سے پہلے سر منڈا لیا؟ وغیرہ۔ (اور وہ سب کو جواب دے رہے تھے) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ: یہ کون صاحب ہیں؟ جواب ملا کہ: یہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ یہ سن کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ:

"واللہ! دنیا و آخرت کی عزت و شرافت تو یہی ہے (کہ انسان کو دینی مرجعیت حاصل ہوجائے)۔"

(الفقیہ والمتفقہ: ۴۱)

اس لئے اس شرافت کو حاصل کرنے کے لئے جتنی بھی تگ ودو اور جدوجہد کی جائے' کم ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

اذا ما اعتز ذو علم بعلم
فعلم الفقه اولیٰ باعتزاز
فکم طیب یفوح ولا کمسک
وکم طیر یطیر ولا کباز

ترجمہ: "اگر کوئی علم والا کسی علم سے عزت حاصل کرے تو علم فقہ عزت دلانے میں سب سے زیادہ کارگر ہے' اس لئے کہ کتنی ہی خوشبوئیں پھیلتی ہیں' لیکن مشک کی طرح نہیں ہوتیں' اور کتنے ہی پرندے اڑتے ہیں مگر شکرہ کی طرح نہیں اڑتے۔"

اور دوسرے شاعر نے کہا:

وخیر علوم علم فقه لانه
یکون الیٰ کل العلوم توسلاً
فان فقیها واحدا متورعا
علی الف ذی زهد تفضل واعتلیٰ

ترجمہ: "علوم میں سب سے بہتر علم فقہ ہے' کیونکہ وہ تمام علوم تک پہنچنے کا ذریعہ ہے (اس لئے کہ فقیہ کے لئے لغت و اشتقاق سے لے کر تفسیر و حدیث اور دیگر علوم کا جاننا لازم ہے) اور اس لئے کہ ورع و تقویٰ سے متصف ایک فقیہ ایک ہزار زاہدوں سے بڑھ کر فضیلت رکھتا ہے۔" (درمختار مع الشامی)

نیز یہ اشعار بھی قابل لحاظ ہیں جو امام محمد رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہیں:

تفقه فان الفقه افضل قائد
الی البر والتقویٰ واعدل قاصد
وکن مستفیداً کل یوم زیادة
من الفقه واسبح فی بحور الفوائد
فان فقیها واحداً متورعا
اشد علی الشیطان من الف عابد

ترجمہ: "تفقہ حاصل کرو کیونکہ فقہ نیکی اور تقویٰ کی طرف لے جانے والا بہترین رہنما اور آسان راستہ ہے' اور ہر روز فقہ سے استفادہ میں زیادتی کرکے علمی فوائد و لطائف کے سمندروں میں غوطہ زنی کیا کرو' اس لئے کہ ایک صاحب ورع و تقویٰ فقیہ' شیطان پر ایک ہزار زاہد عبادت گزاروں سے بھاری ہے۔"

مذکورہ اشعار میں جو باتیں بیان کی گئی ہیں' وہ مبنی برحقیقت ہیں' اس لئے کہ تمام علوم اسلامیہ کا منتہیٰ اور مرجع "علم فقہ" ہے' بقیہ تمام علوم تفقہ حاصل کرنے کے ذرائع کی حیثیت رکھتے ہیں۔ لغت نحو اور اشتقاق سے لے کر حدیث و تفسیر کا علم اسی لئے حاصل کیا جاتا ہے کہ حلال و حرام کے بارے میں امتیاز ہوجائے اور دینی اعتبار سے کیا عمل صحیح ہے اور کیا غلط؟ اس کا پتا چل جائے' اور یہ بات تفقہ ہی سے حاصل ہوسکتی ہے' نیز یہ بات بھی قابل غور ہے کہ دیگر کسی علم کے لئے تفقہ میں مہارت ضروری نہیں' لیکن کامل فقیہ بننے کے لئے دیگر علوم میں مہارت لازم ہے۔ فقیہ صحیح معنی میں وہی ہوسکتا ہے جو نہ صرف علوم عربیہ پر دستگاہ رکھتا ہو' بلکہ اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ تفسیر و حدیث' آثار صحابہ و اقوال سلف پر بھی گہری نظر رکھنے والا ہو' یعنی علوم نقلیہ و عقلیہ کا جامع ہو' اسی پر درحقیقت "فقیہ" کا اطلاق کیا جاسکتا ہے' اس کے برخلاف جو صرف ناقل کے درجہ میں ہو وہ "فقیہ" نہیں بلکہ "ناقل فقہ" ہے۔

تفقہ کے لئے ذہنی یکسوئی ضروری ہے:

ملیح بن وکیع رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میرے سامنے ایک شخص نے حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے سوال کیا کہ: فقہی معلومات کو ذہن میں محفوظ اور راسخ کرنے کے لئے کس چیز سے مدد حاصل کی جائے؟ آپ نے جواب دیا کہ: یکسوئی سے مدد لی جائے (یعنی طبیعت میں یکسوئی پیدا کرنے کی کوشش کی جائے' جبھی فقہ میں کمال حاصل ہوگا) پھر اس شخص نے پوچھا کہ: تعلقات اور خیالات سے چھٹکارا کیسے پایا جائے؟ تو امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: ضرورت سے زائد کوئی چیز حاصل مت کرو (یعنی دنیا کا ہر کام اور ہر ضرورت بقدر حاجت رہے' اس میں زیادتی نہ کی جائے)۔ (الفقیہ والمتفقہ)

آج کے طلبہ میں استعداد کی کمی کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ دنیا بھر کی مصروفیات اور تعلقات

کی وجہ سے انہیں ذہنی یکسوئی میسر نہیں آتی' جس کے نتیجہ میں حافظہ اور استعداد میں کمزوری رہ جاتی ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: طبیعت زمین ہے اور علم بیج کی مانند ہے اور علم کے لئے طلب وشوق لازم ہے پس جب طبیعت علم کی طرف مائل ہوتی ہے تو علم میں اسی طرح برگ وبار آتے ہیں جیسے زمین کی نرمی سے بیج بارآور ہوتا ہے۔ (الفقیہ والمتفقہ)

کم عمری میں تفقہ کا مشورہ:

امیر المومنین سیّدنا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

"تفقھوا قبل ان تسودوا۔"

یعنی سرداری حاصل کرنے سے پہلے ہی تفقہ کی صفت اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرو' پھر اس کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ: اگر تم نے نوعمری میں علم نہ سیکھا تو بڑے ہونے کے بعد تمہیں کسی کی شاگردی کرتے ہوئے شرم آئے گی اور تم جاہل کے جاہل ہی رہ جاؤ گے' اور اگر اپنے سے کم عمر سے مسئلہ پوچھو گے تو اس کی وجہ سے تمہاری عزت پر حرف آئے گا اور لوگ اس پر طعنہ دیں گے۔ (الفقیہ والمتفقہ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ مشورہ بالکل برحق ہے اور تجربہ اور مشاہدہ پر مبنی ہے' اصل محنت کی عمر تو ابتدائے جوانی کی ہی ہوتی ہے' اسی زمانہ کی محنت کا ثمرہ آدمی زندگی بھر کھاتا رہتا ہے' اور جس نے اس قیمتی زمانہ کو ضائع کردیا تو وہ ہمیشہ کف افسوس ہی ملتا رہے گا اور اس کی مرادیں ہرگز پوری نہ ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے اوقات اور اپنی خداداد صلاحیتوں کو کام میں لگائے رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور "تفقہ فی الدین" کی دولت سے مالا مال فرمائے۔ آمین۔

☆☆............☆☆

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید ؒ نے ارشاد فرمایا: "اگر بہروپئے کے طور پر بھی کسی کو نبی بنانا تھا تو نقل مطابق اصل تو ہوتی' شکل دیکھو' فہم دیکھو' فراست سیکھو' مرزا غلام احمد قادیانی نبیوں کا مقابلہ کرتا ہے؟ ہماری غیرت کا اصل تقاضا تو یہ ہے کہ دنیا میں ایک قادیانی بھی زندہ نہ بچے' حکومت کو چاہئے کہ پکڑ پکڑ کر ان خبیثوں کو مار دے' عقیدۂ نزول عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانا فرض ہے' اس کا انکار کفر ہے' اور اس کی تاویل کرنا زیغ وضلال اور کفر والحاد ہے۔

خوشخبری مدرسہ تعلیم القرآن ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں
شعبہ کتب و درس نظامی کا اجراء شوال ۱۴۲۷ھ سے ہوگا ان شاء اللہ العزیز

☆...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوریٰ نے اپنے سالانہ اجلاس منعقدہ صفر ۱۴۲۷ھ میں فیصلہ کیا کہ نئے تعلیمی سال شوال ۱۴۲۷ھ سے مدرسہ تعلیم القرآن ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں شعبہ کتب درس نظامی کا آغاز کیا جائے۔

☆...... شعبہ کتب کی تمام تر تعلیمی نظام کی سرپرستی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کے رکن شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی' شیخ الحدیث باب العلوم کہروڑ پکا فرمائیں گے۔

☆...... اس وقت مدرسہ ہذا میں حفظ وناظرہ' قرأت وگردان اور پرائمری اسکول کی تعلیم کا اہتمام ہے۔ ہر ماہ ان کا تعلیمی ٹیسٹ ہوتا ہے۔ گزشتہ چند سالوں میں کئی طلباء نے باقاعدہ پرائمری کا محکمہ تعلیم کے تحت امتحان پاس کیا۔

☆...... اس سال شوال سے درجہ فارسی کے تینوں درجوں کا داخلہ ہوگا' حفاظ اور پرائمری پاس طلباء کو شعبہ فارسی وفاق المدارس کے نصاب کے تحت مڈل کی تیاری کرائی جائے گی۔

☆...... آئندہ ہر سال ایک ایک درجہ بڑھا کر اسے دورۂ حدیث تک لے جایا جائے گا' انشاء اللہ العزیز اس مدرسہ میں تعلیم حاصل کرنے والوں کو تقابل ادیان کی خصوصی طور پر تیاری کرائی جائے گی۔

☆...... حفاظ قرآن اور پرائمری پاس طلباء جو وفاق کے نصاب کے تحت درجہ فارسی اور مڈل کی تعلیم حاصل کرنے کے خواہشمند ہوں داخلہ حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں۔

☆...... طلباء شعبہ کتب کے طلباء کے لئے قرآن مجید کی دھرائی' تجوید کے لئے خصوصی اہتمام ہوگا۔

☆...... طلباء کو رہائش' خوراک' لباس' کتب کے علاوہ دیگر رعایات دی جائیں گی۔

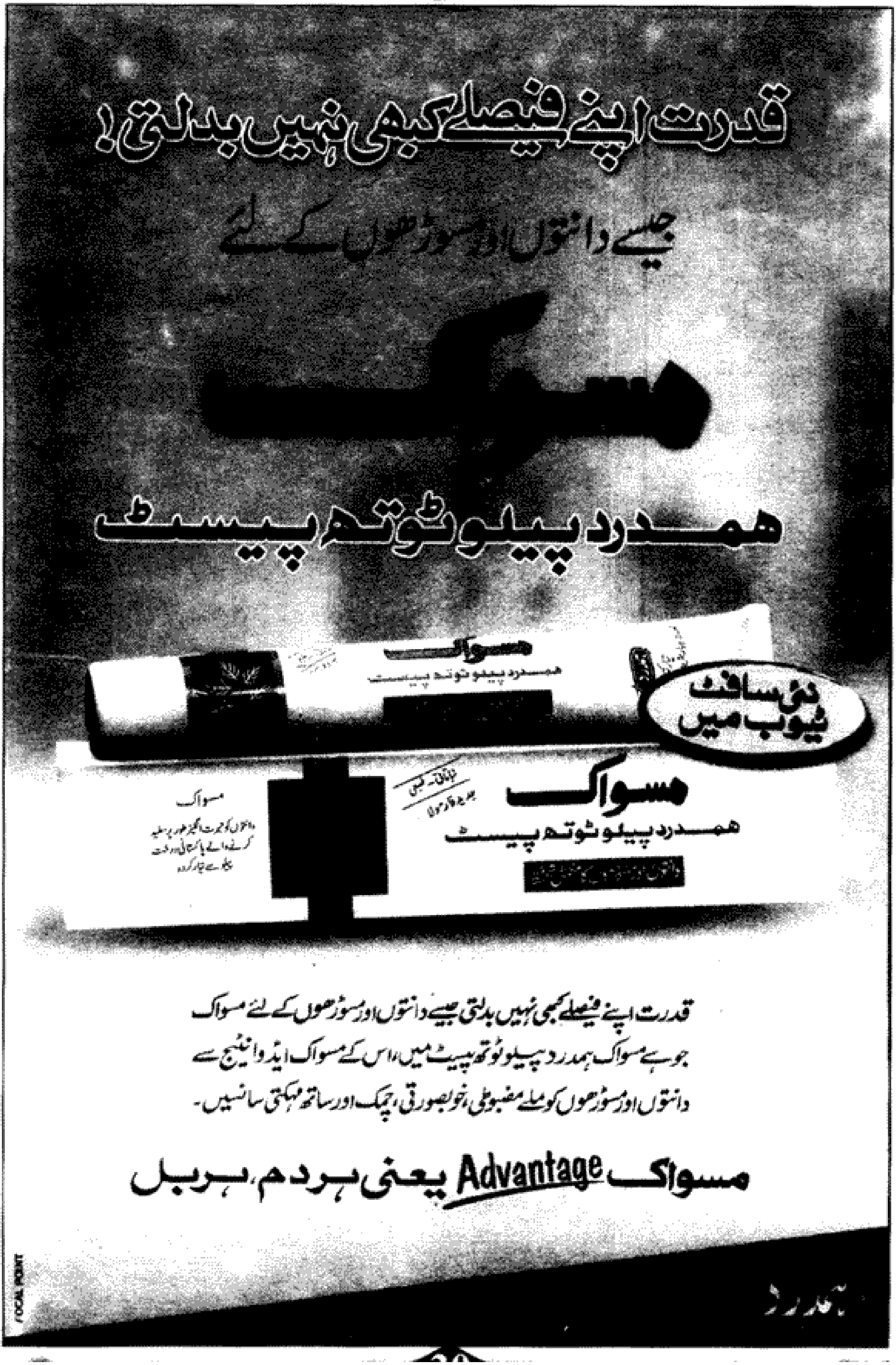
قدرت اپنے فیصلے کبھی نہیں بدلتی!
جیسے دانتوں اور مسوڑھوں کے لئے
مسواک
ہمدرد پیلو ٹوتھ پیسٹ
نئی سافٹ ٹیوب میں
مسواک
ہمدرد پیلو ٹوتھ پیسٹ
قدرت اپنے فیصلے کبھی نہیں بدلتی جیسے دانتوں اور مسوڑھوں کے لئے مسواک
جو ہے مسواک ہمدرد پیلو ٹوتھ پیسٹ میں، اس کے مسواک ایڈوانٹیج سے
دانتوں اور مسوڑھوں کو ملے مضبوطی، خوبصورتی، چمک اور ساتھ مہکتی سانسیں۔
مسواک Advantage یعنی ہر دم، ہر پل
ہمدرد

آٹھویں اور آخری قسط

محمد رسول اللہ کا قادیانی تصور

مرزا غلام احمد قادیانی کے ایک مرید ڈاکٹر شاہنواز صاحب لکھتے ہیں:

"حضرت قادیانی کی تمام تکالیف مثلاً دوران سر' دردسر' کمی خواب' تشنج دل' بدہضمی' اسہال' کثرت پیشاب اور مراق وغیرہ کا صرف ایک ہی سبب تھا اور وہ عصبی کمزوری تھا۔" (رسالہ ریویو آف ریلیجنز مئی ۱۹۲۷ء)

"میر صاحب! مجھے وبائی ہیضہ ہوگیا ہے۔" (مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی کا آخری فقرہ مندرجہ حیات ناصر ص۱۴)

اب انصاف فرمایئے کہ کیا ان تمام امراض کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا جاسکتا ہے؟ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی نعوذ باللہ! مراق' ہسٹریا' ذیابیطس' سلسل البول' کثرت اسہال' سوئے ہضم' ضعف قلب' ضعف دماغ' ضعف اعصاب حتیٰ کہ "حالت مردی کالعدم" کا شکار ہوسکتے تھے؟ استغفر اللہ! محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو خیر سید البشر اور افضل الرسل ہیں' کیا دنیا کی کوئی بھی تاریخ ساز شخصیت بیک وقت (ان تمام امراض کا شکار ہوسکتی ہے؟) ان تمام امراض کے باوجود مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ دعویٰ کرنا کہ میں "محمد رسول اللہ ہوں" دنیا کے سامنے سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا تصویر پیش کرتا ہے؟ جب ایک طرف مرزا غلام احمد قادیانی اپنی زبان وقلم سے مراق' ہسٹریا' ذیابیطس' ضعف دل و دماغ' حافظہ کی ابتری وخرابی' سو سو بار پیشاب' اکثر دست آتے رہنا...... اور حالت مردی کالعدم کا اقرار کرتے ہیں اور دوسری طرف وہ بڑی شوخ چشمی سے خود کو محمد رسول اللہ کا بروز ومظہر اور "حسن واحسان میں آپ کا نظیر" کہتے ہیں تو غیر اقوام کیا یہ فیصلہ نہیں کریں گی کہ مسلمانوں کا "محمد رسول اللہ" بھی قادیانیوں کے "محمد رسول اللہ" کی طرح معاذ اللہ! انہی امراض کا مریض ہوگا؟ اور اس کی دماغی چولیں بھی خدانخواستہ ٹھکانے نہیں ہوں گی؟ مراق اور ذیابیطس کی چادریں اس کے بھی زیب بدن ہوں گی؟ معاذ اللہ۔

۷: مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ دعویٰ کہ وہ محمد

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

رسول اللہ کا "بروز" ہیں اور محمد رسول اللہ کی دوبارہ بعثت مرزا غلام احمد قادیانی کے "روپ" میں ہوئی ہے' ایک اور پہلو سے بھی غور طلب ہے' وہ یہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی بروز کی تفسیر "جنم" اور "اوتار" کے ساتھ کرتے ہیں اور وہ خود کو کبھی محمد رسول اللہ کا بروز کہتے ہیں' کبھی عیسیٰ علیہ السلام کا' کبھی تمام انبیاءؑ کا' کبھی ہندوؤں کے کرشن جی مہاراج کا اور کبھی برہمن کا۔ ہندوؤں کے نزدیک انسان کی جزا وسزا کے لئے یہی صورت قدرت کی جانب سے مقرر ہے کہ اسے نیک وبداعمال کے مطابق کسی اچھے یا برے قالب میں منتقل کرکے پھر دنیا میں بھیج دیا جائے' جس کو وہ نیا جنم اور نئی جون کہتے ہیں' مرزا کو دعویٰ ہے کہ محمد رسول اللہ کو دوبارہ مرزا غلام احمد قادیانی کے قالب میں بھیجا گیا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ (ہندوؤں کے عقیدہ تناسخ اور مرزا غلام احمد قادیانی کے عقیدہ "بروز" کے مطابق) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے...... نعوذ باللہ...... پہلی "جون" میں کون سا پاپ ہوا تھا کہ انہیں دوبارہ غلام احمد قادیانی کی ناقص شکل میں بھیج دیا گیا؟ پہلی بعثت میں تو آپ صحیح البدن تھے اور دوسری بعثت میں انواع واقسام کے امراض خبیثہ کا مجموعہ بن گئے؟ پہلی بعثت میں آپ کے اعضاء صحیح سالم تھے' اور دوسری بعثت میں دائیں ہاتھ سے معذور...... پہلی بعثت میں آپ جری اور بہادر تھے اور دوسری بعثت میں ضعف دل ودماغ کے مریض...... پہلی بعثت میں صاحب شریعت تھے اور دوسری بعثت میں شریعت ونبوت سے محروم...... پہلے بعثت میں شعر گوئی آپ کے بلند وبالا مقام کے لائق نہ تھی اور دوسری بعثت میں آپ شاعر تھے' پہلی بعثت میں آپ دنیا کے مجاہد اعظم اور فاتح اعظم تھے اور دوسری بعثت میں دجال (انگریز) کے غلام' پہلی بعثت میں آپ "نبی امی" تھے اور دوسری بعثت میں آپ کو فضل الٰہی (رافضی) کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرنا پڑے۔

پہلی بعثت میں آپ کی جلالت وعظمت کا یہ عالم تھا کہ دنیا کے جابر وقاہر بادشاہوں کو خاطر میں نہ لاتے تھے اور دوسری بعثت میں آپ کے عجز ودرماندگی کا یہ عالم ہوا کہ نصرانی ملکہ کو (جس کو کبھی غسل جنابت

بھی نصیب نہ ہوا) یہ عرض داشت پیش کرنے لگے:

”اس عاجز (مرزا غلام احمد) کو وہ اعلیٰ درجہ کا اخلاص اور محبت اور جوش اطاعت حضور ملکہ معظمہ اور اس کے معزز افسروں کی نسبت حاصل ہے جو میں ایسے الفاظ نہیں پاتا جن میں اس اخلاص کا اندازہ بیان کرسکوں‘ اسی سچی محبت اور اخلاص کی تحریک سے جشن شصت سالہ جوبلی کی تقریب پر میں نے ایک رسالہ حضرت قیصرہ ہند دام اقبالہا کے نام تالیف کرکے اور اس کا نام ”تحفہ قیصریہ“ رکھ کر جناب ممدوحہ کی خدمت میں بطور درویشانہ تحفہ کے ارسال کیا تھا‘ اور مجھے قوی یقین تھا کہ اس کے جواب سے مجھے عزت دی جائے گی اور امید سے بڑھ کر میری سرفرازی کا موجب ہوگا...... مگر مجھے نہایت تعجب ہے کہ ایک کلمہ شاہانہ سے بھی ممنون نہیں کیا گیا‘ اور میرا کانشنس ہرگز اس بات کو قبول نہیں کرتا کہ وہ ہدیہ عاجزانہ یعنی رسالہ تحفہ قیصریہ حضور ملکہ معظمہ میں پیش ہوا ہو اور پھر میں اس کے جواب سے ممنون نہ کیا جاؤں‘ یقیناً کوئی اور باعث ہے جس میں جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا کے ارادہ اور مرضی اور علم کو کچھ دخل نہیں‘ لہٰذا اس حسن ظن نے جو حضور ملکہ معظمہ دام اقبالہا کی خدمت میں رکھتا ہوں‘ مجھے مجبور کیا کہ میں اس تحفہ یعنی رسالہ تحفہ قیصریہ کی طرف جناب ممدوحہ کو توجہ دلاؤں اور شاہانہ منظوری کے چند الفاظ سے خوشی حاصل کروں‘ اسی غرض سے یہ عریضہ روانہ کرتا ہوں۔“

”میں دعا کرتا ہوں کہ خیر و عافیت اور خوشی کے وقت میں خدا تعالیٰ اس خط کو حضور قیصرہ ہند دام اقبالہا کی خدمت میں پہنچادے‘ اور پھر جناب ممدوحہ کے دل میں الہام کرے کہ وہ اس سچی محبت اور سچے اخلاص کو‘ جو حضرت موصوفہ کی نسبت میرے دل میں ہے‘ اپنی پاک فراست سے شناخت کرلیں اور رعیت پروری کی رو سے مجھے پر رحمت جواب سے ممنون فرمادیں۔“ (ستارہ قیصرہ ص۲)

پہلی بعثت کی عظمت و برتری اور علوشان پر نظر کرو‘ اور پھر دوسری بعثت کی اس گراوٹ‘ چاپلوسی‘ خوشامد اور ناصیہ فرسائی کو دیکھو۔ دوسری بعثت میں قادیان کا محمد رسول اللہ‘ صلیب پرست اور نجس ملکہ کو اپنی محبت و اخلاص‘ اطاعت و وفاشعاری اور بندگی و غلامی کا کن گھٹیا الفاظ میں یقین دلاتا ہے اور اسے طول طویل...... لیکن بے مغز و بے مصرف...... خطوط پے در پے بھیجتا ہے‘ لیکن وہ اس ”غلام بن غلام“ کو خط کی رسید بھیجنا بھی گوارا نہیں کرتی۔ پہلی بعثت کی وہ عظمت ورفعت اور دوسری بعثت کی یہ پستی و گراوٹ؟ سوچو اور سوچ کر بتاؤ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے...... العیاذ باللہ...... پہلی بعثت میں وہ کون سا گناہ ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی سزا میں آپ کو قادیان کے ایک مغل بچے کے روپ میں دوبارہ دنیا میں بھیج دیا؟

۸: اس سے بڑھ کر تعجب خیز مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ دعویٰ ہے کہ:

”دوسری بعثت کی روحانیت‘ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی روحانیت سے اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے۔“ (خطبہ الہامیہ ص۱۸۱)

اور روحانی ترقیات کی طرف آپ کا تو صرف پہلا قدم ہی اٹھ سکا تھا‘ لیکن مرزا غلام احمد روحانی ترقیات کی آخری چوٹی تک پہنچ گیا۔ آپ کے زمانہ میں اسلام ہلال کی مانند تھا۔ (جس کی کوئی روشنی محسوس نہیں ہوا کرتی) لیکن مرزا غلام احمد کے طفیل وہ بدرجہ کامل بن چکا ہے۔

جس شخص کے سینے میں دل اور دل میں ایمان کی ذرا بھی رمق موجود ہو‘ جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے عقیدت و محبت کا ادنیٰ سے ادنیٰ تعلق بھی ہو اور جس کی چشم بصیرت سیاہ و سفید کے درمیان تمیز کرنے کی کسی درجہ میں بھی صلاحیت رکھتی ہو‘ کیا وہ مرزا غلام احمد قادیانی کے ان تعلّی آمیز دعوؤں کو ایک لمحہ کے لئے بھی قبول کرسکتا ہے؟ جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح توہین و تنقیص پائی جاتی ہے؟

۹: چلئے اس کو بھی جانے دیجئے‘ ذرا اسی نکتہ پر غور فرمایئے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی ”اعلیٰ و اکمل روحانیت“ نے دنیا میں کون سا روحانی انقلاب برپا کرڈالا؟ ان کے ”بدر کامل“ نے دنیا کو کیا روشنی عطا کی؟ اور ان کے ”روحانی عروج“ نے سفلی خواہشات اور مادیت کے سیلاب کے سامنے کون سا بند باندھ دیا؟ ہر چیز کو جھٹلایا جاسکتا ہے مگر ساری دنیا کے مشاہدہ کو جھٹلانا ناممکن نہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی ”بعثت ثانیہ“ پر کامل صدی کا عرصہ گزر چکا ہے۔ دنیا کے حالات پر نظر کرکے فیصلہ کرو کہ کیا مرزا غلام احمد قادیانی کے ان بلند آہنگ دعوؤں سے دنیا کا رخ بدلا؟ فسق و فجور‘ ظلم و عدوان‘ اور کفر و ارتداد میں کوئی کمی واقع ہوئی؟ گھر بیٹھے اعلیٰ و اکمل روحانیت کے دعوے کئے جاتا کیا مشکل ہے‘ مگر سوال تو یہ ہے کہ اس روحانیت کا مصرف کیا تھا؟ اور اس کا نتیجہ کیا نکلا؟

ساری دنیا کی اصلاح کا قصہ بھی رہنے دیجئے' خود مرزا غلام احمد قادیانی کے ہاتھ پر جن لوگوں نے بیعت کی اور سالہا سال تک ان کی صحبت سے جو لوگ مستفید رہے' سوال یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی ''اعلیٰ و اکمل روحانیت'' نے کم از کم انہی کی زندگیوں میں کیا انقلاب برپا کیا؟ اس کے لئے کسی خارجی شہادت کی ضرورت نہیں' بلکہ مرزا قادیانی نے ۱۸۹۳ء کے ''اشتہار التوائے جلسہ'' میں جو ''شہادۃ القرآن'' کے ساتھ ملحق ہے' اپنی جماعت کی ''اخلاقی بلندی'' کا جو نقشہ کھینچا ہے' اسی کا ایک نظر مطالعہ کافی ہے۔ اس کا خلاصہ یہاں درج کرتا ہوں۔

مرزا کی ''بعثت ثانیہ'' پر تیرہ چودہ سال کا عرصہ گزر رہا ہے' مگر ان کی جماعت کے بیشتر افراد بقول ان کے اب تک نااہل' بے تہذیب' ناپاک دل' للّٰہی محبت سے خالی' پرہیزگاری سے عاری' کج دل' متکبر' بھیڑیوں کی مانند' سفلہ' خود غرض' لڑاکے' حملہ آور' گالیاں بکنے والے' کینہ ور' کھانے پینے پر نفسانی بحثیں کرنے والے' نفسانی لالچ کے مریض' بدتہذیب' ضدی' درندوں سے بدتر اور درحقیقت جھوٹ کو نہ چھوڑنے والے ہیں۔

مزید تیرہ' چودہ سال بعد ان کی جماعت کی اخلاقی سطح جس قدر بلند ہوئی' مرزا قادیانی اپنی آخری تصنیف میں اس کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچتے ہیں:

''ابھی تک ظاہری بیعت کرنے والے بہت سارے ایسے ہیں کہ نیک ظنی کا مادہ بھی ہنوز ان میں کامل نہیں' اور ایک کمزور بچہ کی طرح ہر ایک ابتلا کے وقت ٹھوکر کھاتے ہیں اور بعض بدقسمت ایسے ہیں کہ شریر لوگوں کی باتوں سے جلد متاثر ہوجاتے ہیں' اور بدگمانی کی طرف ایسے دوڑتے ہیں جیسے کتا مردار کی طرف۔''

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۸۸)

جب مرزا غلام احمد قادیانی کی پوری زندگی کی پچیس' تیس سالہ محنت کا ثمرہ بقول ان کے جیسے ''کتا مردار کی طرف'' نکلا' تو اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ان کے بعد ان کی جماعت کی ''روحانیت'' کا معیار کتنا ''بلند'' ہوگا؟ لاہوری فریق نے قادیانی فریق کے امام (مرزا محمود) اور اس کے مقتدر لیڈروں پر' اسی طرح قادیانی فریق نے لاہوری فریق کے امیر (مسٹر محمد علی) اور اس کے ممتاز ممبروں پر (جو سب کے سب مرزا غلام احمد قادیانی کے یار غار اور طویل صحبت یافتہ تھے) الزامات کی جو بوچھاڑ کی ہے' وہ کس کے علم میں نہیں؟ ان میں اخلاقی اعتبار سے زنا' لواطت' چوری' بدکاری' قتل و غارت' تعلّی و تکبر' حرام خوری' خود غرضی' فریب کاری' مغالطہ اندازی اور بددیانتی کے الزامات اور دینی لحاظ سے کفر و شرک' ارتداد و نفاق اور تحریف و تلبیس وغیرہ کے الزامات سرفہرست ہیں۔ جس قوم کے امیر المومنین اور سربرآوردہ افراد کا اخلاقی معیار یہ ہو' اس کے عوام کالانعام کا کیا پوچھنا؟ یہ وہ لوگ تھے جن کی مرزا غلام احمد قادیانی کی ''اقویٰ و اکمل اور اشد روحانیت'' نے برسہا برس تک تربیت کی' جن کو مرزا غلام احمد قادیانی کے ''فرشتہ'' کہلانے کا شرف حاصل ہوا' جن کے حق میں مرزا غلام احمد قادیانی نے الہامی بشارتیں سنائیں' جو مرزا غلام احمد قادیانی کے نقیب اور داعی تھے' انہی کے ایسے اخلاقی قصے (جن کو سن کر تہذیب و شرافت سر پیٹ لے) گلی کوچوں میں گائے جاتے ہیں' اخباروں اور رسالوں میں چھپتے ہیں اور ان کی صدائے بازگشت سے عدالتوں کے کٹہرے گونج اٹھتے ہیں۔

یہ تھا مرزا غلام احمد قادیانی کی روحانیت کا اصلاحی کارنامہ' اور یہ تھا اس کے اس پرغرور دعوے کا نتیجہ کہ ان کی روحانیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے۔ اللہ ہمارے بھائیوں کو فہم و بصیرت بخشے اور صراط مستقیم کی ہدایت فرمائے۔

خلاصہ یہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ (قادیان میں دوبارہ تشریف آوری) کا عقیدہ پیش کرنا' خود کو بروز محمد کی حیثیت سے محمد رسول اللہ قرار دینا' اور پھر اس قادیانی بعثت کو مکی بعثت سے اعلیٰ و برتر قرار دینا نہ صرف اسلامی عقیدہ کے خلاف اور قرآن کریم کی تصریحات کے منافی ہے' بلکہ یہ عقل و خرد کے اعتبار سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر بدترین ظلم اور آپ سے ناقابل برداشت مذاق ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے ماننے والوں کے دل میں اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و حرمت کی کوئی رمق باقی ہے تو میں ان سے حرمت نبوی کا واسطہ دے کر عرض کرتا ہوں کہ خدارا ان حقائق پر غور فرمائیں' اور مرزا غلام احمد قادیانی کی پیروی سے دست کش ہوکر حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت سے وابستہ ہوجائیں۔ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ان بھولے بھٹکے بھائیوں کو بھی صراط مستقیم کی ہدایت فرمائے اور شیطان لعین کے چنگل سے نجات عطا فرمائے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا و خاتم النبیین وعلیٰ الہ اجمعین الی یوم الدین

(ختم شد)

سلام کی اہمیت اور اس کے آداب

ملاقات کے وقت ''السلام علیکم'' اور ''وعلیکم السلام'' کی تعلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہایت مبارک تعلیمات میں سے ہے اور اسلام کا شعار ہے' اسلام سے قبل دنیا کی تمام متمدن قوموں اور گروہوں میں ملاقات کے وقت پیار و محبت یا جذبۂ اکرام و خیر اندیشی کا اظہار کرنے اور مخاطب کو مانوس و مسرور کرنے کے لئے کوئی خاص کلمہ کہنے کا رواج رہا ہے' اور آج بھی ہے' ہمارے ملک ہندوستان میں ہمارے برادران وطن ہندو' ملاقات کے وقت ''نمستے یا نمسکار'' کہتے ہیں' کچھ پرانے قسم کے کم پڑھے لکھوں کو ''رام رام'' کہتے ہوئے بھی سنا ہے' یورپ کے لوگوں میں صبح کی ملاقات کے وقت ''گڈ مارننگ'' (صبح بخیر) اور شام کی ملاقات کے وقت ''گڈ ایوننگ'' (شام بخیر) اور رات کی ملاقات کے وقت ''گڈ نائٹ'' (شب بخیر) وغیرہ کہنے کا رواج ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت بھی عربوں میں ملاقات کے وقت اسی طرح کے کلمات کہنے کا رواج تھا۔

سنن ابی داؤد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا یہ بیان مروی ہے کہ: ''ہم لوگ اسلام سے پہلے ملاقات کے وقت آپس میں ''انعم اللہ بک عینا'' (خدا آنکھوں کو ٹھنڈک نصیب کرے) اور ''انعم صباحا'' (تمہاری صبح خوشگوار ہے) کہا کرتے تھے۔ جب ہم لوگ جاہلیت کے اندھیرے سے نکل کر اسلام کی روشنی میں آ گئے تو ہمیں اس کی ممانعت کردی گئی۔ (مشکوٰۃ شریف) یعنی اس کے بجائے ہمیں ''السلام علیکم'' کی تعلیم دی گئی۔

آج بھی کوئی غور کرے تو واقعہ یہ ہے کہ محبت و تعلق اور اکرام و خیر اندیشی کے اظہار کے لئے اس سے بہتر کوئی کلمہ سوچا نہیں جاسکتا۔ ذرا اس کے معنی کی خصوصیات پر غور کیجئے! یہ نہایت جامع دعائیہ کلمہ ہے' اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہر طرح کی سلامتی نصیب فرمائے۔ یہ اپنے

مولانا ابوجندل قاسمی

سے چھوٹوں کے لئے شفقت اور رحمت اور پیار و محبت کا کلمہ بھی ہے اور بڑوں کے لئے اس میں اکرام و تعظیم بھی ہے۔

الغرض ملاقات کے وقت کے لئے ''السلام علیکم'' سے بہتر کوئی کلمہ نہیں ہوسکتا' اگر ملنے والے پہلے سے باہم متعارف اور شناسا ہیں اور ان میں محبت و اخوت یا قرابت کی قسم کا کوئی تعلق ہے' تو اس کلمہ میں اس تعلق اور اس کی بنا پر محبت و مسرت اور اکرام و خیر اندیشی کا پورا اظہار ہے اور اگر پہلے سے کوئی تعاون اور تعلق نہیں ہے تو یہ کلمہ ہی تعلق' اعتماد اور خیر سگالی کا وسیلہ بنتا ہے اور اس کے ذریعہ گویا ہر ایک دوسرے کو اطمینان دلاتا ہے کہ میں تمہارا خیر اندیش اور دعاگو ہوں اور میرے اور تمہارے درمیان ایک روحانی رشتہ اور تعلق ہے' اسی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بڑی تاکید فرمائی اور بڑے فضائل بیان فرمائے۔

(معارف الحدیث)

سلام کی فضیلت:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم جنت میں نہیں جاسکتے تاوقتیکہ پورے مومن نہ ہو جاؤ اور یہ نہیں ہوسکتا جب تک کہ تم میں باہم محبت نہ ہو جائے' کیا میں تمہیں وہ عمل نہ بتادوں جس کے کرنے سے تمہارے درمیان محبت و یگانگت پیدا ہو جائے؟ (اور وہ یہ ہے کہ) سلام کو آپس میں خوب پھیلاؤ'' (مسلم و ترمذی شریف)

اس حدیث سے صراحتاً معلوم ہوا کہ ایمان جس پر داخلۂ جنت کی بشارت اور وعدہ ہے وہ صرف کلمہ پڑھ لینے کا اور عقیدہ کا نام نہیں ہے' بلکہ وہ اتنی وسیع حقیقت ہے کہ اہل ایمان کی باہمی محبت و مودت بھی اس کی لازمی شرط ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے اہتمام کے ساتھ بتلایا ہے کہ ایک دوسرے کو سلام کرنے اور اس کا

جواب دینے سے یہ محبت ومودّت دلوں میں پیدا ہوتی ہے۔

یہاں یہ بات قابل لحاظ ہے کہ کسی عمل کی خاص تاثیر جب ہی ظہور میں آتی ہے جب کہ اس عمل میں روح ہو' نماز' روزہ' حج اور ذکر اللہ جیسے اعمال کا حال بھی یہی ہے' بالکل یہی معاملہ سلام اور مصافحہ کا بھی ہے کہ اگر یہ دل کے اخلاص اور ایمانی رشتہ کی بنا پر صحیح جذبہ سے ہوں تو پھر دلوں سے کدورت نکلنے اور محبت ومودّت کا رس پیدا ہوجانے کا بہترین وسیلہ ہے' لیکن آج ہمارا ہر عمل بے روح ہے۔ (معارف الحدیث)

تین چیزوں پر جنت کی بشارت:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"لوگو! خداوند رحمٰن کی عبادت کرو اور بندگان خدا کو کھانا کھلاؤ اور سلام کو خوب پھیلاؤ' تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہوجاؤ گے۔" (ترمذی شریف)

اس حدیث شریف میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن تین چیزوں پر جنت کی بشارت دی ہے' ان میں سے ایک "السلام علیکم" اور "وعلیکم السلام" کو (جو اسلامی شعار ہے) اور اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلیم فرمائے ہوئے (دعائیہ کلمہ کو) پھیلانا اور اس کو ایسا رواج دینا ہے کہ اسلامی دنیا کی فضا اس کی صداؤں سے معمور ہوجائے۔

سلام کی اہمیت:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جب تم میں سے کسی کی اپنے کسی مسلمان بھائی سے ملاقات ہو تو چاہئے کہ اس کو سلام کرے' اگر اس کے بعد کوئی درخت یا کوئی دیوار یا کوئی پتھر ان دونوں کے درمیان حائل ہوجائے (اور تھوڑی دیر کے لئے ایک دوسرے سے غائب ہوجائے) اور اس کے بعد پھر سامنا ہو تو پھر سلام کرے۔" (ابوداؤد شریف)

اس حدیث شریف سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ مذہب اسلام نے "سلام" کی کتنی اہمیت بیان فرمائی ہے کہ دو مسلمان بھائیوں کے چند سیکنڈ اور تھوڑی سی دیر بھی الگ الگ ہوجانے کے بعد دوبارہ ملنے پر سلام کرنے کا حکم دیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا واقعہ:

سلام کی اہمیت کا اندازہ اس واقعہ سے بھی لگایا جاسکتا ہے جو امام مالک رحمہ اللہ نے "موطا" میں اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے "شعب الایمان" میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے طفیل کے حوالہ سے نقل کیا ہے' وہ فرماتے ہیں کہ:

میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا' ان کا طریقہ تھا کہ وہ ہمیں ساتھ لے کر بازار جاتے اور جس دکاندار' کباڑیے اور فقیر ومسکین کے پاس سے گزرتے' اس کو بس سلام کرتے (اور کسی بھی قسم کی خرید و فروخت کئے بغیر واپس آجاتے) ایک دن میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو معمول کے مطابق مجھے ساتھ لے کر بازار جانے لگے' میں نے عرض کیا کہ: آپ بازار جاکر کیا کریں گے؟ نہ تو آپ کسی دکان پر کھڑے ہوتے ہیں' نہ کسی چیز کا سودا کرتے ہیں' نہ بھاؤ کی بات کرتے ہیں اور بازار کی مجلسوں میں نہیں بیٹھتے ہیں (پھر آپ بازار کس لئے جائیں گے؟) یہیں بیٹھے باتیں ہوں اور ہم استفادہ کریں' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ:

"ہم تو صرف اس غرض اور اس نیت سے بازار جاتے ہیں کہ جو سامنے پڑے اس کو سلام کریں۔" (مشکوٰۃ)

ایک حدیث شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے "سلام" کرنے کو مسلمان کا حق بتلایا ہے' اس سے بھی "سلام" کی اہمیت معلوم ہوتی ہے حدیث شریف مندرجہ ذیل ہے:

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حقوق ہیں اور وہ یہ کہ: جب ملاقات ہو تو سلام کرے' دوسرے جب وہ مدعو کرے تو اس کی دعوت قبول کرے (بشرطیکہ کوئی شرعی عذر اور مانع نہ ہو)' تیسرے جب وہ نصیحت (یا مخلصانہ مشورہ) کا طالب ہو تو اس سے دریغ نہ کرے' چوتھے جب اس کو چھینک آئے اور "الحمدللہ" کہے تو یہ اس کو "یرحمک اللہ" کہے' پانچویں جب بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے' چھٹے جب وہ انتقال کرجائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جائے۔" (مسلم شریف)

سلام' اللہ کا عطیہ:

حدیث شریف سے ثابت ہے کہ "سلام" اللہ کا ایک عظیم عطیہ ہے' ظاہر ہے کہ احکم الحاکمین کے اس عطیہ کی جتنی قدر کی جائے' کم ہے اور اس کی قدر یہی ہے کہ آپس میں "سلام" کو خوب رواج دیا جائے' چنانچہ بخاری شریف میں ہے کہ:

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا: جاؤ اور وہ فرشتوں کی جو جماعت بیٹھی ہے اس کو سلام کرو اور وہ فرشتے جو جواب دیں اس کو سننا: ''فانها تحیتک وتحیة ذریتک '' اس لئے کہ وہ تمہارا اور تمہاری اولاد کا سلام ہوگا' چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام نے جا کر سلام کیا ''السلام علیکم'' تو فرشتوں نے جواب میں کہا: ''وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ'' فرشتوں نے لفظ ''رحمۃ اللہ'' بڑھا کر جواب دیا۔ (بخاری شریف)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''سلام'' اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے' جس کو اللہ تعالیٰ نے زمین پر اتارا ہے' پس تم اس کو اپنے درمیان خوب رواج دو' پس بے شک مسلمان آدمی جب کسی قوم کے پاس سے گزرے اور ان کو سلام کرے تو سلام کرنے والے شخص کو ان کے اوپر ایک درجہ فضیلت حاصل ہوگئی' کیونکہ اس نے ان کو اللہ کا یہ نام یاد دلایا اور اگر وہ اس کو جواب نہ دیں تو اس کو وہ ذات جواب دیتی ہے جو ان سب سے بہتر اور پاکیزہ ہے۔'' (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ)

غرض یہ کہ ''سلام'' اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت اور قیمتی عطیہ ہے' اگر ذرا غور کریں تو یہ اتنی بڑی نعمت ہے کہ جس کا کوئی حد وحساب نہیں' اب اس سے زیادہ ہماری بدنصیبی کیا ہوگی کہ اس اعلیٰ ترین کلمہ کو چھوڑ کر ہم اپنے بچوں کو ''گڈ مارننگ'' اور ''گڈ ایوننگ'' سکھائیں؟ اور دوسری قوموں کی نقالی کریں؟ اس نعمت کی اس سے زیادہ ناقدری او رناشکری اور کیا ہو سکتی ہے؟

''سلام'' کے الفاظ اور اس کا اجر وثواب:

افضل طریقہ یہ ہے کہ ملاقات کے وقت پورا سلام ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' کیا جائے' اگر چہ صرف ''السلام علیکم'' کہہ دینے سے بھی سلام کرنے کی سنت ادا ہوجائے گی' لیکن تین جملے بولنے میں زیادہ اجر وثواب ہے۔

جیسا کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ مجلس میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا: ''السلام علیکم'' آپ نے اس کے سلام کا جواب دیا' پھر وہ مجلس میں بیٹھ گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''دس'' (یعنی اس بندے کے لئے اس کے سلام کی وجہ سے دس نیکیاں لکھی گئیں) پھر ایک اور آدمی آیا' اس نے کہا: ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سلام کا جواب دیا' پھر وہ آدمی بیٹھ گیا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''بیس'' (یعنی اس کے لئے بیس نیکیاں لکھی گئیں) پھر ایک تیسرا آدمی آیا' اس نے کہا: ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سلام کا جواب دیا اور وہ مجلس میں بیٹھ گیا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تیس'' (یعنی اس کے لئے تیس نیکیاں ثابت ہوگئیں)۔

(ابوداؤد شریف)

اللہ تعالیٰ کا یہ کریمانہ قانون ہے کہ اس نے ایک نیکی کا اجر اس آخری امت کے لئے دس نیکیوں کے برابر مقرر کیا ہے' قرآن پاک میں بھی فرمایا گیا:

''من جاء بالحسنة فلله عشر امثالها'' (سورۂ انعام:۱۶۰)

یعنی جو شخص نیک کام کرے گا' اس کو کم سے کم اس کے دس حصے ملیں گے یعنی ایسا سمجھا جائے گا گویا وہ نیکی دس بار کی اور نیز ایک ایک نیکی پر جس قدر ثواب ملتا' دس حصے ویسے ثواب کے ملیں گے۔

(بیان القرآن)

واضح رہے کہ ''سلام'' کا جواب دینے والا بھی اسی حساب سے اجر وثواب کا مستحق ہوگا یعنی ''وعلیکم السلام'' کہنے پر دس نیکیاں اور ''ورحمۃ اللہ'' کے اضافہ پر بیس نیکیاں اور ''وبرکاتہ'' کے اضافہ پر تیس نیکیاں ملیں گی۔

اس حدیث شریف سے سلام کے الفاظ بھی معلوم ہوگئے کہ کن الفاظ سے سلام کرنا چاہئے' الفاظ کو بگاڑ کر سلام نہیں کرنا چاہئے۔

بعض لوگ اس طرح سلام کرتے ہیں کہ جس کی وجہ سے سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا الفاظ کہے' اس لئے پوری طرح واضح کرکے سلام کے الفاظ بولنے چاہئے۔

امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ افضل طریقہ یہ ہے کہ جمع کے صیغہ کے ساتھ اس طرح سلام کیا جائے: ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' چاہے مخاطب ایک ہی ہو اور جواب دینے والا ان الفاظ سے جواب دے: ''وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' یعنی شروع میں واؤ عطف بھی لائے اور سلام کے کم سے کم الفاظ ''السلام علیکم'' ہیں اور اگر کوئی شخص ''السلام علیک'' یا ''سلام علیک'' کہہ دے تو بھی سنت ادا ہوجاتی ہے' اور جواب کے کم سے کم الفاظ ''وعلیکم السلام'' یا ''وعلیک السلام'' ہے اور بغیر واؤ کے ''علیکم السلام'' کہنا بھی درست ہے۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ)

☆☆............☆☆

ردِقادیانیت پر مشتمل اکابر امت کے قدیم رسائل کو شائع کرنے کی ایک تحریک!

نام کتب	مصنف	تعداد رسائل	تعداد صفحات
احتساب قادیانیت جلد (۱)	مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ	۱۵ عدد	۳۱۲
احتساب قادیانیت جلد (۲)	شیخ التفسیر مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ	۱۰ عدد	۵۴۴
احتساب قادیانیت جلد (۳)	مناظر اسلام مولانا حبیب اللہ امرتسریؒ	۱۸ عدد	۵۴۴
احتساب قادیانیت جلد (۴)	امام العصر مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ محدث کبیر مولانا سید محمد بدر عالم میرٹھیؒ	۱۴ عدد	۶۸۰
احتساب قادیانیت جلد (۵)	شیخ المشائخ مولانا سید محمد علی مونگیریؒ	۲۴ عدد	۵۲۸
احتساب قادیانیت جلد (۶)	حضرت مولانا قاضی محمد سلیمان منصور پوریؒ حضرت مکرم پروفیسر محمد یوسف سلیمؒ چشتی	۵ عدد	۴۹۶
احتساب قادیانیت جلد (۷)	شیخ المشائخ مولانا سید محمد علی مونگیریؒ	۱۰ عدد	۶۴۰
احتساب قادیانیت جلد (۸)	مناظر اسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ	۱۶ عدد	۵۷۶
احتساب قادیانیت جلد (۹)	مناظر اسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ	۱۸ عدد	۶۱۶
احتساب قادیانیت جلد (۱۰)	مناظر اسلام مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندپوریؒ عارف باللہ مولانا غلام دستگیر قصوریؒ	۱۹ عدد	۵۷۵
احتساب قادیانیت جلد (۱۱)	جناب بابو پیر بخش لاہوریؒ	۹ عدد	۵۰۴
احتساب قادیانیت جلد (۱۲)	جناب بابو پیر بخش لاہوریؒ	۳ عدد	۵۲۸
احتساب قادیانیت جلد (۱۳)	مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ مفسر قرآن حضرت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ شیخ التفسیر حضرت مولانا شمس الحق افغانی	۱۲ عدد	۴۴۰
احتساب قادیانیت جلد (۱۴)	مبلغ اسلام جناب ابوعبیدہ نظام الدینؒ بی اے	۴ عدد	۳۹۲
احتساب قادیانیت جلد (۱۵)	شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ	۶ عدد	۴۹۴
احتساب قادیانیت جلد (۱۶)	مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ شیر اسلام حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ مفکر ختم نبوت حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ مناظر اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ	۲۷ عدد	۵۷۶
	ردقادیانیت کی کل کتب ورسائل جو سولہ جلدوں میں شائع ہوچکے ہیں	۲۱۰	۸۴۴۵

نوٹ: ان سولہ جلدوں کے مکمل سیٹ کی عام قیمت ۳۲ صد روپیہ ہے، جماعتی رفقاء مدارس، طلباء اور مکمل ایک ساتھ سیٹ سولہ جلدوں میں منگوانے پر پچاس فیصد رعایت یعنی ۱۶۰۰ روپے پیشگی منی آرڈر آنا ضروری ہے۔ وی پی نہ ہوگی۔ مکمل سیٹ منگوانے پر ڈاک خرچہ بذمہ مجلس ہوگا۔

شعبہ نشر واشاعت: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ ملتان، فون: 451422

REGD. NO. SS-160

لا نبی بعدی

بمقام جامع مسجد ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر

کورس رد قادیانیت و عیسائیت

نامور علماء ◉ مناظرین و ماہرینِ فن لیکچر دیں گے اِنْ شَاءَ اللہ

حضرت اقدس مولانا مخدوم المشائخ خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

حضرت قبلہ پیر طریقت مخدوم العلماء شاہ نفیس الحسینی صاحب دامت برکاتہم

بتاریخ یکم تا ۲۵ شعبان ۱۴۲۷ھ

26 اگست تا 19 ستمبر 2006ء

- کورس میں شرکت کے لئے کم از کم ◉ درجہ رابعہ ◉ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے۔
- شرکاء کورس کو کاغذ، قلم، خوراک، وظیفہ اور کتب رد قادیانیت کا سیٹ دیا جائے گا۔
- کورس کے امتحان میں کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی اور بہتر پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب دی جائیں گی۔
- کورس میں داخلہ کے لئے سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں جس میں نام، ولدیت، مکمل پتہ اور تعلیمی سند کی فوٹو کاپی لف ہو۔
- اپنی ضرورت اور موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں۔
- پتہ ترسیل درخواست: دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان فون: 514122

زیر اہتمام عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت ◉ چناب نگر ◉ چنیوٹ ضلع جھنگ

فون: 047-6212611